احکام طعام اہل کتاب

مؤلفہ

مؤلفہ سنہ ۱۲ ۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸ عیسوی

الحمد لله الذي بعث في الأميين رسولاً منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وإن كانوا من قبل لفي ضلال مبين والصلاة والسلام على رسوله محمد خاتم الأنبياء والمرسلين الذي هدانا إلى صراط مستقيم وجعل لنا الدين يسرا ولا عسرا حيث قال عليه السلام إن الدين يسر ولا رهبانية في الإسلام وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين الذين جاهدوا في إشاعة الملة الحنيفية السمحاء ولا يخافون لومة لائم واستقاموا على ذلك فرضي الله عنهم

[illegible] کے لئے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] درود اور سلام ہو [illegible]
[illegible] تمام عالم کے لئے [illegible]

اما بعد یہ مختصر رسالہ [illegible] باب اباحت طعام اہل کتاب کے نہایت گفتگو [illegible]

[illegible] ہندوستان کے مسلمان [illegible] تین [illegible] میں [illegible]

اس بات میں [illegible] شخص [illegible] کہ [illegible] اس کے کھانیکا [illegible] ہندوستان یا

[illegible] سے [illegible] بہت [illegible] سمجھتے ہیں اور [illegible]

[illegible] کرتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں [illegible]

[illegible] احکام طعام اہل کتاب [illegible] کا نام [illegible] مسلمان بھائی [illegible]

مسلمان [illegible] بدگمانی [illegible]

جاننا چاہیے کہ طعام اہل کتاب [illegible] مسلمانوں کے کھانے

[illegible] کھانا [illegible] انہیں کا کھانا ہوا [illegible]

[illegible] اہل کتاب [illegible]

اور [illegible] شیرینی وغیرہ

قال اللہ تعالیٰ الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم

حاشیہ تحقیق صفحہ [illegible] آسان [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] کی پرہیزگاری [illegible] دنیاوی [illegible]

[illegible] ان کے [illegible]

[illegible]

[illegible] خوشی پر [illegible]

فرمایا اللہ تعالیٰ نے [illegible] آج حلال کی گئیں تمہارے لیے سب پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنکو کتاب

دی گئی ہے حلال ہے تمہارے لیے اور حلال ہے انکے لیے۔

وفي الترمذي [illegible] طعام [illegible]

[illegible] طعام [illegible]

على هذا عند اهل العلم من الصحابة [illegible]

[illegible]

في[1] المشكوٰة عن جابر ان يهودية سمّت شاة ثم اهدتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الذراع فاكل منها واكل رهط من اصحابه الى اخر الحديث رواه ابو داؤد والدارمي۔

اور حلال چیز اگر ایک جگہ بیٹھ کر مسلمان اور مشرک بھی چہ جائیکہ اہل کتاب کھاویں تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہیں ہو جاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا ہے۔

في[2] مطالب المؤمنين روي ان النبي صلى الله عليه وسلم كان ياكل فجاءه كافر فقال آكل معك يا محمد فقال نعم الى اخر ما قال وسياتي ذكره۔

اور حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا دوسرے کافر ایک رکابی میں کھاویں یا ایک کا جھوٹا دوسرا کھاوے بشرطیکہ کھانے کے وقت انکا ہاتھ یا منہ شراب یا اور کوئی حرام چیز میں آلودہ نہ ہو تو بھی اس چیز کا کھانا حلال اور جائز ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسئلہ مسلم الثبوت ہے۔ کہ سؤر[3] الانسان طاہر

---

[1] مشکوٰۃ میں جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملایا اور پھر تحفہ بھیجا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سو آنحضرت نے اور اس میں سے کھایا اور آپ کے چند اصحاب نے بھی کھایا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد و دارمی نے۔

[2] مطالب المؤمنین میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا میں ساتھ آپ کے کھاؤں اے محمد آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

[3] جھوٹا آدمی کا پاک ہے۔

[illegible] شاہ عبدالعزیز المحدث [illegible]

[illegible] الحسن [illegible] مذکور [illegible]

[illegible] الموالاة مع [illegible]

[illegible] انی اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الشبهة الاولی بعض لوگ کہتے ہیں کہ [illegible] کے انگریز اہل کتاب میں داخل

نہیں ہیں [illegible] اس زمانے کے انگریز اپنی کتاب پر نہیں چلتے اور [illegible] کو نہیں مانتے

[illegible] جاتے ہیں جو ان کتابوں میں توریت و انجیل کی [illegible] والا ہے پھر یہ لوگ کس طرح

اہل کتاب ہوسکتے

مگر یہ شبہ [illegible] کوئی بات [illegible] آیات [illegible]

[illegible] تمام [illegible]

[illegible] اور [illegible] الیہود [illegible]

[illegible] چنانچہ [illegible] ولقد [illegible] وقالت الیہود [illegible]

علاوہ اس کے [illegible] یہودیوں کو [illegible] اور نصرانی حضرت

عیسیٰ کو [illegible]

[illegible] کا [illegible] چنانچہ [illegible] اس کے علاوہ [illegible]

[illegible] بنا پر کتاب [illegible] ہم مسلمانوں [illegible]

[illegible] ایک دوسرے کو کافر [illegible] وہ سب اپنے تئیں پیغمبر خدا

[illegible] تمام [illegible] قرآن میں [illegible]

میں سے کسی [illegible] شخص [illegible]

[illegible] ان کے افعال [illegible]

[illegible] سے خارج نہیں ہوسکتے

علاوہ اس کے [illegible] غور کرنے کی [illegible] قرآن مجید میں [illegible]

لہ [illegible] وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی [illegible] نصاریٰ ہیں

اور نصاریٰ دونوں کا ذکر فرماتا ہے اور جسقدر عیب اور برائیاں کہ حال کے یہود و نصاریٰ میں
اب موجود ہیں وہ سب بیان فرمائی ہیں۔

چنانچہ یہودیونکی نسبت فرمایا ہے۔ وقالت الیہود عزیز ابن اللہ۔

اور یہود و نصاریٰ کے حق میں درباب تحریف کے فرمایا کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ
اور یہ بھی فرمایا کہ فویل اللذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ
لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔

اور نصاریٰ کے حق میں درباب اُن کے اعتقاد تثلیث کے حضرت عیسیٰ کو خطاب کر کر
فرمایا۔ یا عیسی ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ
قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما
فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ
ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شہیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی
کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شی شہید ان تعذبھم فانھم عبادک
وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم۔

---

۱ اور کہا یہود نے عزیز بیٹا ہے اللہ کا۔

۲ پھیرتے ہیں کلموں کو اُن کی جگہ سے۔

۳ سو خرابی ہے اُنکی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیویں
اُس پر مول تھوڑا۔

۴ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگونکو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سواے اللہ کے کہا
تو پاک ہے مجھکو نہیں لایق تھا کہ وہ کہوں جو مجھے کہنا نہ تھا اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے

اور اسی باب میں ایک جگہہ یہ فرمایا[1] لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلثة وما من اله الا
الله واحد و ان لم ینتهوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منهم عذاب الیم۔

اور اسی باب میں ایک اور جگہہ اس طرح فرمایا۔ یا[2] اهل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا
علی الله الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وکلمته القاها الی مریم وروح
منه فامنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خیرا لکم انما الله اله واحد سبحنه
ان یکون له ولد له ما فی السموات وما فی الارض وکفی بالله وکیلا۔

اور نصاری کے حق میں حضرت عیسی کو خدا کہنے کی نسبت خدا تعالی نے یہ فرمایا
لقد[3] کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا الله ربی وربکم

بقیہ حاشیہ۔ میرے جی کی اور میں نہیں جانتا تیرے جی کی تو ہی جانتا ہے چھپی بات میں نے نہیں کہا انکو مگر جو تو نے حکم کیا
کہ بندگی کرو الله کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے
مجھے لیا تو تو ہی ہے خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو بندے تیرے
ہیں اور اگر انکو معاف کرے تو تو ہے زبردست حکمت والا۔

[1] بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا الله ہے تین میں کا ایک اور بندگی کسی کو نہیں ہے مگر ایک معبود
کو اور اگر نہ چھوڑینگے جو بات کہتے ہیں البتہ جو ان میں منکر ہیں پاوینگے دکھ کی مار۔

[2] اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو الله کے حق میں مگر بات تحقیق کی
مسیح جو ہے عیسی مریم کا بیٹا رسول ہے الله کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے
ہاں کی سو مانو الله کو اور اسکے رسولوں کو اور نہ بتاؤ اسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا الله جو ہے سو ایک معبود ہے
اس لایق نہیں کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور الله بس ہے کام بنانیوالا۔

[3] بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ الله وہی ہے مسیح مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو الله کی جو رب ہے میرا اور تمہارا

اور اُن کے شراب پینے اور سوئر کھانیکا ذکر بہت سی حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ
ابو داؤد میں جو حدیث آنیہ اہل کتاب کی ہے اُس میں ہے۔ ھم یشربون الخمر ویطبخون فی
انیتھم الخنزیر[1]۔

غرضکہ جو جو کچھ افعال و عقائد زمانہ حال کے نصاریٰ کے ہیں وہ سب اُسوقت کے نصاریٰ
کے بھی تھے اور باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالیٰ نے انکو اہل کتاب فرمایا ہے علی الخصوص
اس اخیر آیت میں اُن کے اعتقاد تثلیث کا ذکر کیا ہے اور پھر بھی انکو اہل کتاب کہکر مخاطب
کیا ہے پس زمانہ حال کے نصاریٰ باوجود ان تمام افعال اور عقائد کے جو وہ رکھتے ہیں اہل کتاب
میں داخل ہیں بلکہ زمانہ حال کے بعض فرقے نصاریٰ کے جیسے پروٹسٹنٹ اُس زمانہ کے نصاریٰ
سے بہت اچھے ہیں اُس زمانہ کے اکثر نصاریٰ رومن کیتھلک تھے صلیب کو اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی مورت کو پوجتے تھے پروٹسٹنٹ ایسا نہیں کرتے اور بعض فرقے عیسائیوں
کے اب ایسے ہیں جو موحد ہیں اور وہ فرقہ جو یونی ٹیرین کے نام سے مشہور ہے اور جو ایک
خدا مانتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بتاتا ہے اُن کے عقائد میں نسبت نبوت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ذرا فرق نہیں ہے۔

علاوہ اسکے ہمارے اُن کے فقہانے اُنہیں نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال تبلایا ہے
جو تثلیث کے قائل ہیں اور صاف اسکی تصریح کر دی ہے کہ اگر نصاریٰ وقت ذبح کے بتصریح
کہیں بسم اللہ الذی ثالث ثلثۃ[2] تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا ورنہ حلال چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی
کتاب الذبائح میں لکھا ہے۔ الا اذا نص فقال بسم الذی ھو ثالث ثلثۃ فلا یحل و۲

---

[1] وے لوگ پیتے ہیں شراب اور پکاتے ہیں اپنے برتنوں میں سوئر۔

[2] ساتھ نام اُس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا۔

اذا سمع منہ انہ یسمی المسیح علیہ السلام وحدہ او سمی اللہ سبحانہ وسمی المسیح لا یاکل ذبیحتہ۔ پس اگر بسبب عقیدہ تثلیث کے نصاری مشرکوں میں داخل ہوتے تو کیونکر انکا ذبیحہ حلال ہوتا۔

الشبہتہ الثانیہ طعام کے لفظ میں گوشت اور ذبیحہ کیونکر داخل ہے۔

بلاشبہ داخل ہے اسلئے کہ طعام کے معنی لغت میں گیہوں کے اور تمام کھانے کی چیزونکی ہیں گوشت ہو یا غلہ ہو مگر اہل کتاب کے غلہ میں اور انکے پاس جو گوشت ہو اس کے حلال ہونے میں تو کچہ شبہہ تہا ہی نہیں بلکہ اگر شبہہ تہا تو اس بات میں شبہہ تہا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب نے مزکی کیا ہو اسکا گوشت بہی حلال ہے یا نہیں اور آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب اسی کی حلت کے لئے نازل ہوئی تہی اسلئے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبائح اور تمام کہانے کی چیزیں لئے ہیں۔

چنانچہ تفسیر کشاف میں لکہا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب قیل ھو ذبائحھم وقیل جمیع مطاعمھم ویستوی فی ذالک جمیع النصاری

اور تفسیر نیشاپوری میں ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم الاکثرون علی ان المراد بالطعام الذبائح لان ما قبل الایۃ فی بیان الصید والذبائح ولان ماسوی الصید

متعلق صفحہ ۱۰۔ مگر جب ظاہر کیا پس کہا ذبح ہے بنام اس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا تو نہیں حلال ہے پر جبکہ سنا جاوے کہ اسنے صرف مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا اللہ سبحانہ اور مسیح کا نام لیا تو نہ کہایا جاوے ذبیحہ اسکا۔

لہ اور کہانا انکا جو دیئے گئے ہیں کتاب۔

لہ اور کہانا اُن لوگونکا جنکو دی گئی کتاب کہا گیا ہے کہ وہ (یعنی کہانا) ذبائح انکا ہے اور کہا گیا ہے تمام کہانے انکے اور برابر ہیں اس حکم میں سب نصاری۔ لہ اور کہانا انکا جنکو دی گئی ہے کتاب حلال ہے

والذبائح محللة قبل ان كانت لاهل الكتاب وبعد ان صارت لهم فلا تبقى لتخصيصها لاهل الكتاب فايدة وعن بعض أئمة السهبة ان المراد هو الخبز والفاكهة وما لا يحتاج منه الى الزكوة وقيل انه جميع المطعومات۔

اور تفسیر بیضاوی میں ہے وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم يتناول الذبائح وغيرها

اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم يريد ذبائح اليهود والنصارى

غرض کہ طعام کے لفظ میں ذبائح اور وہ گوشت جو زکوۃ سے حاصل ہوا ہو اور ہر قسم کا کہانا داخل ہے۔

الشبهة الثالثة بعض لوگ ذبیحہ میں شبہہ کرتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ ذبح سے جانور اُسوقت حلال ہوتا ہے جبوقت کہ اُسی طرح پر ذبح کیا جائے کہ جس طور مسلمان کے ہاں ذبح ہوتا ہے اور انگریزوں کے ہاں جو گوشت ہوتا ہے یہ بات معلوم نہیں ہوتی ہے کہ اُنکو

(بقیہ حاشیہ) واسطے تمہارے اکثر علما اسپر متفق ہیں کہ مراد طعام سے ذبائح ہے اسلئے کہ وہ آیت جو اس آیت سے پہلے ہے بیچ بیان شکار کے اور ذبائح کے ہے اور اسلئے کہ سب چیزیں سواے شکار اور ذبائح کے حلال کی گئی ہیں پہلے اس کے کہ ہوویں وہ اہل کتاب کی اور بعد اس کے کہ ہوگئیں واسطے اُن کو پس نہ باقی رہا واسطے خاص کرنے اُنکے اہل کتاب کے لئے کچھ فائدہ اور بعض آئمہ سے روایت ہے کہ بیشک اسمیں یہ ہے کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اُنکی ذبح کی نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد طعام سے سب کہانے کی چیزیں ہیں۔

ف اور کہانا اُن لوگوں کا کہ جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے شامل ہے ذبائح اور غیر ذبائح کو۔

ف اور کہانا اُن لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے مراد ہے ذبائح یہود اور نصاریٰ سے۔

ذبح بھی کیا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر انگریز جانور کو بغیر ذبح کئے ہوئے گردن مروڑ کر یا سر توڑ کر مار ڈالتے ہیں اور اگر ذبح کیا ہو تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسکو موافق قاعدہ مسلمانوں کے ذبح کیا ہے یا نہیں اور اگر موافق قاعدہ مسلمانوں کے ہی ذبح کیا ہو تو کسی اہل کتاب نے ذبح کیا ہے یا نہیں کیونکہ انگریزوں کے ہاں اس بات کی بھی کچھ احتیاط نہیں کہ جانور کو اہل کتاب ہی مارے۔

اس شبہہ کا جواب ہم کئی صورت سے دیتے ہیں اول تو یہ صورت ہے کہ ہندوستان میں اس شبہہ کو پیش کرنا بیجا ہے اسلئے کہ وہی قصائی اور وہی ذباح جو ہمارے کھانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے ہاں ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہیں اور اگر یہ نہو تو بھی اس قسم کا شبہہ کرنا توہمات میں داخل ہے کیونکہ طعام اہل کتاب کا بنص صریح خدا تعالیٰ نے ہمپر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں امر مشتبہ ہے اور اصول کا مسئلہ ہے کہ یقین شبہہ سے زائل نہیں ہوتا۔

علاوہ اسکے ابو داؤد میں باب[1] اللحم لا یدری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا حضرت عائشہ سے یہ حدیث مذکور ہے انہم[2] قالوا یا رسول اللہ ان قوما حدیثا عہدھم بجاھلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہا ام لم یذکروا انا کل منہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا۔

اگرچہ یہ حدیث نومسلموں کے باب میں ہے لیکن جبکہ اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا ایسا ہی

---

[1] باب اُس گوشت کا کہ معلوم نہو کہ اسپر نام خدا ذکر ہوا ہے یا نہیں۔

[2] انہوں نے کہا یا رسول اللہ جو لوگ کہ نئے عہد والے ہیں ساتھ جاھلیت کے (یعنی ابھی مسلمان ہوئے ہیں) لاتے ہیں گوشت ہم نہیں جانتے ہیں کہ اسپر اسکا نام انہوں نے لیا ہے یا نہیں آیا کھائیں ہم وہ گوشت تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہر نام اللہ کا لو اور کھاؤ۔

درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اُسوقت اس بات کے نہ معلوم ہونیسے کہ آیا بموجب قاعدہ کے

ذبح ہوا ہے یا نہیں اُسکا کھانا ناجائز نہیں ہے۔

فی العالمگیری[1] لا باس بطعام الیهود والنصاری کله من الذبائح وغیرها وفیه انما توکل

ذبیحة الکتابی اذا لم یشهد ذبیحة ولم یسمع منه شئ او شهد وسمع منه تسمیة الله تعالی

وحده لانه اذا لم یسمع منه شیئا یحمل علی انه قد سمی الله تعالی تحسینا للظن به کما بالمسلم انتهی

دوسری صورت یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالی نے حلال کیا ہے پس جس طرح

کہ اُنکے نزدیک اور اُن کے مذہب میں جانور کی ذکوۃ درست ہے وہی اُنکا ذبیحہ ہے اور اُسی کا

کھانا ہم مسلمانوں کو حلال ہے یہانتک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مار ڈالنا یا سر پھاڑ کر

مار ڈالنا ذکوۃ سمجھتے ہوں تو ہم مسلمانوں کو اسی کا کھانا درست ہے۔

سب سے اول اور بہت بڑی سند سبات کے لئے ابو داؤد کی حدیث ہے باب ذبائح

اہل کتاب میں اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال[2] فکلوا مما ذکر اسم الله علیه

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیه فنسخ واستثنی من ذلك فقال طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

---

[1] عالمگیری میں ہے کچھ مضائقہ نہیں طعام میں یہود اور نصاری کے سب قسم کے کھانے میں ذبائح یا غیر ذبائح اور عالمگیری

میں ہے کھایا جاوے ذبیحہ کتابی کا اُسوقت ہی کہ نہ موجود ہوں اُسکے ذبح کیوقت اور نہ سنا ہو اُس سے کچھ یا موجود

ہوں اُسوقت اور سنا گیا ہو اس سے نام لینا اللہ ہی کا کیونکہ جب نہ سنا گیا ہو اُس سے کچھ تو حمل کرینگے کہ اُسنے

بیشک اللہ کا نام لیا بسبب حسن ظن کے ساتھ اُس کتابی کے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ چاہیئے۔

[2] کہا اللہ تعالی نے بس کھاؤ تم اُس جانور کو کہ ذکر ہو اُسپر نام اللہ کا اور نہ کھاؤ وہ کہ اُسپر نہیں ذکر ہے

اللہ کا سو منسوخ کیا اُسکو اللہ نے اور مستثنا کیا اُس میں سے تو فرمایا اللہ نے کھانا اُن لوگوں کا کہ جنکو دی گئی

کتاب حلال ہے تمہارے لیئے اور کھانا تمہارا حلال ہے اُن کے لئے۔

و لعامکم حل لھم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں موافقت ہمارے قواعد ذبح کے شرط نہیں ہے۔

دوسری یہ دلیل ہے کہ جو احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اُن کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا ذبیحہ خدا تعالیٰ نے ہمکو حلال کر دیا ہے تو اُس میں یہ شرط کسی طرح نہیں لگ سکتی کہ جس طرح ذبح کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اُسی طرح وہ بھی ذبح کیا کریں یہانتک کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبح کریں تو بھی اُسکا کھانا درست ہے۔

فی[ل] المعالم ولو ذبح یہودی او نصرانی علی اسم غیر الله کالنصرانی یذبح باسم المسیح فاختلفوا فیہ قال ابن عمر لا یحل وھو قول ربیعۃ وذھب اکثر اھل العلماء انہ یحل وھو قول الشعبی وعطاء والزھری ومکحول سئل الشعبی والعطاء عن النصرانی یذبح باسم المسیح قالا یحل فان الله تعالیٰ قد احل ذبائحھم وھو یعلم ما یقولون وقال الحسن اذا ذبح الیھودی او النصرانی فذکر اسم غیر الله وانت تسمع فلا تاکلہ فاذا غاب عنک فکل فقد احل الله ذالك

[ل] معالم میں ہے اور اگر ذبح کیا یہودی یا نصرانی نے بنام غیر خدا مثلاً نصرانی ذبح کرے ساتھ نام مسیح کے تو اختلاف ہے اس میں امام ابن عمر نے کہا کہ حلال نہیں اور یہ ہی ہے قول ربیعہ کا اور گئے ہیں اکثر علما اس طرف کہ حلال ہے اور یہ قول ہے شعبی اور عطاء اور زہری اور مکحول کا سوال کیا گیا شعبی اور عطاء سے کہ ایک نصرانی جو ذبح کرے بنام مسیح علیہ السلام کے اُس کا کیا حکم ہے اُنھوں نے کہا کہ حلال ہے کیونکہ حلال کر دئے اللہ تعالیٰ نے اُنکے ذبیحہ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نصرانی ذبح کیوقت کیا کہا کرتے ہیں۔ اور حسن بصری نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی ذبح کرے اور نام لیوے غیر خدا کا اور تو سُن لیوے تو نہ کھا تو اُسکو اور اگر تیرے سامنے ذبح نہو تو کھا کیونکہ بیشک اللہ نے یہ کھانا حلال کیا ہے۔

گر ہمارا عمل ایک وجہ خاص سے اس روایت پر نہیں ہے اور نہ اسپر ہم عمل کرنیکی اجازت دیتے ہیں اور نہ اسپر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ کوئی انگریز کسی ملک میں کسی جانور کو باسم المسیح ذبح نہیں کرتا۔

تیسرے یہ کہ اگرچہ حنفی مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں ہے لا مالکی مذہب کی کتابوں میں بہت تفصیل ہے جو اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔

تفسیر امام ابن العربی میں تحت تفسیر آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب[1] میں لکھا ہے۔

سئلت[2] عن النصرانی یقتل عنق الدجاجة ثم یطبخها اهل توکل معه او توخذ منه طعاما فقلت توکل لانها طعامه وقد اتخذه رهبانه وان لم تکن هذه ذکوٰة عندنا ولکن الله اباح طعامهم مطلقا وکلما رائیناه حلالا لهم بمائدتهم فهو حلال لنا الا ما ورد نص فی حرمته انتهی کلامه باختصاره۔

اسکے سوا معیار میں لکھا ہے سئل[3] یعنی ابو عبد الله العجار عما ذکره ابن العربی عند قول الله تعالیٰ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اذا سئل عن النصرانی فی بیل عنق

---

[1] اور کھانا انکا جنکو دی گئی ہے کتاب۔

[2] پوچھا گیا مجھسے کہ نصرانی جو قتل کرے مرغی اور پکائے اسکو تو آیا کھائی جاوے ساتھ اس نصرانی کے یا لیا جاوے اس میں سے کچھ کھانے کے لئے تو میں نے کہا کہ کھائی جاوے کیونکہ وہ کھانا ہے نصرانی کا اور جائز کیا ہے اسکو علمانے اگرچہ نہیں ہے یہ ذبح ہمارے یہاں مگر اللہ نے مباح کر دیا ہے انکا کھانا مطلقا اور جو کھانا کہ دیکھیں ہم ان کے لئے حلال ان کے دسترخوان پر تو وہ حلال ہے ہمارے لئے الا وہ کھانا کہ وارد ہوا ہے صریح حکم اسکی حرمت کا تمام ہوا کلام اسکا بالاختصار۔

[3] پوچھا گیا ابو عبد اللہ العجار سے وہ مسئلہ کہ ذکر کیا ہے اسکا ابن العربی نے پاس قول اللہ تعالیٰ کے

الدجاجة ثم يطبخها هل تؤكل معه او تؤخذ منه طعاماً فقال تؤكل لانها طعامه وطعام الذ
قول في المدونة يجوز الفتوى به ام لا وهل يجوز للانسان في خاصة نفسه ان
يعمل ويعمل به ام لا وقال بعد ذالك كلما يرونه حلالاً في دينهم فهو حلال
لنا الا ما ورد نص في حرمته فاجاب وقفت على السوال في مسئلة فك النصراني
رقبة الدجاجة هل ياكلها المسلم معه او ياخذها منه طعاماً فافتى القاضي ابن العربي
بجواز ذالك ولم تزل الطلبة والشيوخ تستشكلها ولا اشكال فيها عند صاحب الشامل
لان الله تعالى اباح لنا طعامهم الذي يستحلونه في دينهم على الوجه الذي
شرع ولا يشترط ان تكون زكوتهم موافقة لزكاتنا في ذات الحيوان المزكى ولا يستثنى
الا ما حرم الله علينا على الخصوص كالخنزير ان كان من طعامهم ويستحلونه بالزكوة
التي يستحلون بها بهيمة الانعام وكالميتة واما ما لم يحرم علينا على الخصوص فهو مباح لنا

اور کہا انکا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے جبکہ سوال ہوا ان سے بابت اس نصرانی کے کہ اکہاڑ
لیوے گردن مرغی کی اور پکاوے اسکو تو کہائی جاوے وہ مرغی ساتہہ اُس نصرانی کے یا لیا جاوے
اس میں سے کچہ کہانیکو تو کہا ابن العربی نے کہ کہائی جاوے کیونکہ وہ کہانا ہے نصرانی کا اور کیا یہی حکم
ہے کتابوں میں فتوی دینا اسپر جائز ہے یا نہیں اور کیا جائز ہے انسان کو کہ خاص اپنے لئے اسپر
اعتماد کرے او عمل کرے اور کہا ہے ابن العربی نے بعد اس قول کے سب چیزیں کہ حلال جانتے
ہیں وہ لوگ اپنے دین میں حلال ہیں ہمکو سوائے اُسکے کہ حکم آیا ہے اُسکے حرام ہونیکا تو جواب دیا ابو
عبد اللہ العجانی نے کہ واقف ہوا میں اس سوال سے بیچ مسئلہ توڑ ڈالنے نصرانی کے گردن مرغی کی کر
کہاوے مسلمان وہ مرغی ساتہہ اُس نصرانی کے یا لیوے اس میں سے کچہ کہانیکو سو فتوے دیچکے ہیں
قاضی ابن العربی اُسکے جواز کا اور طالب علم اور مشائخ ہمیشہ اسکے شبہہ میں رہتے ہیں اور

كسائر الطعم وكلما يفتقر الى الزكوة من الحيوانات فاذا ذكاه على مقتضى دينهم احل لنا اكله ولا يشترط في ذالك موافقة ذكوتنا لزكوتهم وذالك رخصة من الله تعالى وتيسير علينا فاذا كانت الزكوة مختلفة في شرعنا فتكون ذبحا في بعض الحيوانات ونحرا في بعض وعقرا في بعض وقطع عضو الراس وشبهه كما هي ذكوة افراد او وضعا في ماء حار وذالك في الحلزون فاذا كان الاختلاف موجودا بالنسبة الى الحيوانات في شرعنا فكذالك قد يكون في شرع غير ملتناسل عنق الحيوان على وجه الزكوة فاذا فعل الكتابي

(باقی حاشیہ) حال یہ ہے کہ کچھ شبہ نہیں ہے نزدیک صاحب شامل کے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے مباح فرمایا ہمارے لئے ان کا سب کھانا کہ جسکو حلال جانتے ہوں وہ لوگ اپنے دین میں جس طرح پر کہ انکے دین میں حکم شرع ہے اور نہیں ہے یہ شرط کہ ذبح انکا ہمارے ذبح کے موافق ہو اُس حیوان حلال کے ہونے میں اور اُن کا کوئی کھانا اس حکم سے مستثنےٰ نہیں ہے سواے اُن چیزوں کے کہ خاص ہمپر اللہ نے حرام کی ہیں مثلاً سور اگرچہ ہے انکا کھانا اور حلال کرتے ہیں اسکو ساتھ ایک ذبح کے کہ جس سے حلال کرتے ہیں چوپایوں کو اور مثلاً مردار کو وہ چیزیں کہ حرام نہیں خاص ہمپر مباح ہیں ہم کو جیسے کہ سب کھانے ان کے ہمکو حلال ہیں اور جتنے جاندار کہ حاجت ان کے ذبح کی ہوتی ہے جب ذبح کریں انکو موافق اپنے دین کے تو حلال ہے ہمکو اُسکا کھانا اور نہیں شرط ہے اُسمیں کہ انکا ذبح موافق ہو ہمارے ذبح کے اور یہ اجازت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور آسانی ہے ہمپر پس جبکہ ہے ذبح ہماری شریعت میں مختلف قسم پر کہ بعض حیوان کا ذبح ہے یعنی گلا کاٹنا اور بعض کا نحر یعنی سینہ کاٹنا اور بعض کا عقر یعنی زخمی کرنا اور بعض کا سر وغیرہ اعضا کا کاٹنا جیسے کہ ذبح افراد کی ہے یا ڈالنا گرم پانی میں اور یہ اُس کیڑے میں ہوتا ہے کہ چراگاہ شتر اور دریاے شور میں پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اختلاف ذبح بہ نسبت حیوانات کے ہماری شریعت میں ہوتا ہے تو ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ ہووے اختلاف ذبح اور شریعت میں بھی

ذالك اكلنا الطعامه كما اذن لنا ربنا سبحانه ولا علينا ان نبحث على شريعتهم في ذالك بل اذا رأينا ذوي دينهم يستحلون ذلك اكلنا قاضي القاضي لانها طعام احبارهم ورهبانهم الى ان قال واما قولكم هل ذالك قول في المذهب وهل يجوز الفتوى به ام لا فهو كلام منكر مشكل لان ظاهره ان ما يفتي به من تعاطي من المسلمين ذلك ولا خلاف ان المسلم اذا سل عنق الدجاجة اوغيرها انها ميتة وانما كلام القاضي اذا كان المسلم مع كتابي فعل الكتابي هل ياكل المسلم ذلك الطعام ام لا فقال القاضي يجوز للمسلم لا يفعل ذالك بعينه ان فقولكم هل ذلك قول في المذهب وهل يجوز الفتوى به كلام غير محصل بل اهل المذهب كلهم يقولون ويفتون ان كل طعام اهل الكتاب حلال لنا الا ما خصص من ذلك كما تقدم فهذه المسئلة مما لا يختلف فيها ولا يتوقف على الفتوى بها ان ما وقع استشكال كلام القاضي ولا اشكال فيه اذا تامل فيه على الوجه الذي تقدم انتهى نقل صاحب المعيار بالاختصار

(باقی حاشیہ) توڑی گئی گردن کسی جاندار کی واسطے ذبح کرنے اُسکے کے سوا گر کتابی نے یہ کیا ہے تو ہم کھائنگے یہ کھانا اُسکا کیونکہ اجازت دی ہمکو ہمارے رب سبحانہ نے اور لازم نہیں ہے ہمکو کہ بحث کریں اُنکی شریعت پر اسباب میں بلکہ جب دیکھیں ہم کہ اُنکے دیندار لوگ حلال جانتے ہیں اُسکو تو کھائینگے ہم وہ کھانا ہے قاضی نے اس لئے کہ یہ کھانا اُن کے عالموں اور اُن کے پرہیزگاروں کا ہے۔ یہانتک کہ فرمایا قاضی نے کہ اور یہ کہنا تمہارا کہ کیا یہ قول ہے مذہب میں اور کیا اسپر فتوی جائز ہے یا نہیں ایک بات نہایت ناپسند اور شبہہ انداز ہے اسواسطے کہ ظاہر قول قاضی کا یہ ہے کہ وہ یہ فتوی دیتے ہیں اُسکو کہ آمدورفت کرے اور معاملہ رکھے اُس کے ساتھ مسلمانوں میں سے اُسکا۔ اور اسمیں کچھ خلاف نہیں ہے کہ مسلمان توڑ ڈالے اگر گردن مرغی کی یا کسی اور جانور کی تو بیشک وہ مردار ہے۔ اور کلام قاضی کا صرف اسمیں ہے کہ جب مسلمان ہو کتابی کے ساتھ اور اُس کتابی نے یہ کیا تو وہ مسلمان بھی یہ کھانا کھا وے

اور یہ بات منقح ہوچکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اُسکی نص صریح اُسکے مذہب میں موجود نہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے مقلد عمل کر سکتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو گوشت ہمارے سامنے آیا ہے نہ تو معلوم ہے کہ اُسکو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ اُسکو کسی کتابی نے مطابق اپنے طریقہ کے مذکی کیا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اُسکو کسی مشرک نے مارا ہے کیونکہ انگریزونکو مشرک کے مارے ہوے جانور کے کھانے میں بھی کچھ پرہیز نہیں ہے اور ہندوستان میں اسباب کا زیادہ تر شبہہ اسلئے ہوتا ہے کہ انگریزوں کے ہاں چمار تک باورچی اور خدمتگار ہوتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ کسی مشرک نے اُسے مارا ہو۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مشرک کا مارا ہوا حرام ہے مگر اس شبہہ پر جو بیان کیا گیا عمل کرنیکے دو طریق ہیں ایک بموجب فتوی کے اور ایک بطریق احتیاط کے عمل اوپر فتوی کے یہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو بنص صریح خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے تو ہمکو اسبات کی تفتیش کی کہ

باقی حاشیہ) یا نہیں تو فیضی نے فرمایا کہ جائز ہے مسلمانکو اُس کا کھانا کیونکہ مسلمان یہ کام نہیں کرتا ہے کسی جاندار کے ساتھ سو یہ کہنا تمہارا کہ یہ قول مذہب میں ہے اور اُس کے ساتھ فتویٰ بھی ہے ایک بات لا اصل ہے بلکہ سب اصل مذہب کہتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ کھانا اہل کتاب کا ہمکو حلال ہے سوا اسکے کہ خاص ہے اس میں سے جیسا کہ اوپر گذرا۔ سو یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور کچھ توقف اس فتوی کے دینے میں نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ واقع ہووے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال یہ ہے کہ کچھ شبہ نہیں ہو سکتا ہے ہمیں جبکہ قائل ہووے جس کو ثابت ہوا تمام ہوئی نقل صاحب معیار کی بالاختصار۔

کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچہ حاجت نہیں اور جب تک کہ ہمکو ثابت نہو جاوے
کہ وہ مشرک کا مارا ہوا ہے اُسوقت تک اُسکے کہانے سے انکار کرنیکی یا اُسکے کہانیکو ناجائز سمجہنے
کی کوئی وجہ نہیں یحسنیناالظن بہ کما بالمسلم کما ذکرنا انفا من العالمگیری لیکن جب معلوم
ہوجائیگا کہ مشرک کا مارا ہوا ہے تو البتہ اُسوقت اُسکا کہانا ممنوع اور حرام ہے اور طریقہ احتیاط کا
یہ ہے کہ اگر ایسا شبہہ یا وہم دل میں آوے تو دریافت کرلیں اگر درحقیقت مشرک نے قتل
کیا ہو نہ کہاویں مگر اس شبہہ خاص سے عموماً طعام اہل کتاب کیوں ناجائز ہوگا۔

چوتہی صورت یہ ہے کہ ہم بلا کسی بحث کے نسبت ذبیح اہل کتاب کے یہ بات فرض کرلیں
کہ تمام ذبائح بجز اس صورت کے کہ اُسکو مسلمان نے ذبح کیا ہو یا اہل کتاب نے مسلمانونکے
قواعد ذبح کے موافق ذبح کیا ہو حرام اور ناجائز ہیں تو بہی صرف اسی گوشت کا کہانا ناجائز ہوگا جو
اس طرح کے ذبح سے حاصل ہوا ہے نہ اُسکا جو مسلمان یا اہل کتاب مسلمانوں کے قاعدہ کے
موافق ذبح سے حاصل ہوا ہوا اور نہ اُن چیزونکا جن میں ذبح ہوتا ہے نہیں مثلاً مچہلی روٹی چاول
انڈا شیرینی وغیرہ پس صرف گوشت کی نسبت ہر شخص دریافت کرسکتا ہے کہ کس طرح حاصل ہوا ہے
اُسکو نہ کہاوے۔

یہی طریق ہم مسلمانوں میں بہی جاری ہے جب کوئی شیعہ ہمارے دسترخوان پر آتا ہے
اور ہمارے ہاں مچہلی پکی ہوئی تیار ہے تو وہ پوچہتا ہے کہ یہ فلس دار ہے یا بے فلس اگر بے
فلس مچہلی ہووے تو وہ نہیں کہاتا کہ اُسکے مذہب میں بے فلس کی مچہلی کہانا منع ہے پس اگر
ہمکو بہت احتیاط ہو تو یہی طریقہ ہمکو اہل کتاب کے ساتہہ برتنا چاہیے۔

لہ بسبب حسن ظن کے ساتہہ کتابی کے جیسا کہ حسن ظن ساتہ مسلمان کے ہے چنانچہ ذکر کیا ہمنے ابہی
عالمگیری میں سے۔

الشبہۃ الرابعۃ انگریزوں کے ہاں کھانا پکانے والے چمار تک ہوتے ہیں تو اُن کا پکایا ہوا کھانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

یہ شبہہ ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کے ہاں کا پکایا ہوا کھانا ہو اور انگریز شریک ہوں یا انگریزوں کے ہاں کا کھانا پکانے والے مسلمان ہوں نہیں ہو سکتا باقی رہی یہ بات کہ کھانا پکانیوالا انگریز یا کوئی اور ہو مشرکین میں سے اگر انگریز ہے تو وہ اہل کتاب ہے جس کے پکائے ہوئے کھانے میں کچھ محظور شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مشرک ہے تو بموجب مذہب اہل السنت والجماعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہری نہیں فی[1] العنایۃ شرح الہدایۃ قال اللہ تعالے انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتہم - پس جس طرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤں کے ہاں کا پکا ہوا کھانا اور حلوائیوں کی مٹھائی کھاتے ہیں اُسی طرح اُسکو بھی کھائینگے جیسا احتمال اسبات کا ہے کہ اُسے انگریز یا مشرک پکانے والے نے پکانے میں بے احتیاطی کی ہو اُس سے بہت زیادہ احتمال حلوائیوں کی مٹھائی اور دودھ اور ہندوؤں کے پکے ہوئے کھانے میں ہے خصوصاً اُس کھانے میں جو چوکہ میں بنایا گیا ہو کہ بدون گوبر کے لیپنے کے چوکہ ہو ہی نہیں سکتا پس جبکہ ہم اُن کے ہاں کے کھانے میں کچھ تامل نہیں کرتے تو انگریزوں کے ہاں کھانے میں اگر اسکو کسی مشرک نے پکایا ہو کیوں تامل کرینگے لان کل ذلک محکوم بطہارتہ[2] حتے نتیقن بنجاستہا۔

---

[1] عنایہ شرح ہدایہ میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف مشرکین ناپاک ہیں۔ کہتا ہوں میں نجاست اُنکے اعتقاد میں ہے نہ اُنکی ذات میں۔

[2] کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہے جب تک کہ یقین اُسکی نجاست کا ہووے۔

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کی مانند ایک فتویٰ پوچھا گیا اور انہوں نے جواز کا فتویٰ دیا چنانچہ وہ فتویٰ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

قول المستفتی[1] ما تقولون ان الادویۃ المرکبۃ الرطبۃ التی یصنعونہا اھل الحرب فی دارھم من الادھان ومیاہ الاشجار وغیرھا ھل یجوز استعمالہ للمسلمین فی دار الاسلام من غیر ضرورۃ شدیدۃ تبیح المحظورات ام لا یجوز وھل تعود النجاسۃ عند استعمال الادویۃ الیابسۃ بالسحق مع الماء او الادھان ام لا وما حکم مداد اتھم وقرطاسھم اذا بلت طاہر او نجس وکذا الصمغ التی یختمون بہا مکتوبہم بعد ان قبل بلعاب الفم ھل یجوز للمسلم ان یدخلہا فی فمہ لیکون صالحا للختام وھی ایضا من مصنوعاتہم فی دیارھم۔

جواب[2] یجوز استعمال الادویۃ المذکورۃ والصمغ وغیرھا من مصنوعات اھل الشرک بحکم ھذہ الروایۃ لعموم البلویٰ وعدم التیقن بالنجاسۃ قال ابو حفص البخاری

---

[1] قول فتویٰ لینے والے کا۔ کیا کہتے ہو تم کہ دوائیں مرکبات اور ترکہ بناتے ہیں اہل حرب اپنے ملک میں مثلاً تیل اور درختوں کے عرق وغیرہ تو جائز ہے مسلمانوں کو اُنکا استعمال اپنے ملک میں بغیر ضرورت سخت کے کہ مباح کرتی ہے ممنوعات کو یا نہیں جائز ہے۔ اور کیا پھر آجاتی ہے نجاست بروقت استعمال دوا خشک کے ساتھ پیسنے کے پانی میں یا تیل میں یا نہیں اور کیا ہے حکم دوا کرنے اُنکے کا اور کاغذ اُن کے کا جبکہ گیلا ہو جاوے پاک یا ناپاک۔ اور ایسا ہے وہ گوند کہ بند کرتے ہیں اُس سے وہ اپنے خطوط گیلا کرکے اپنے تھوک سے تو جائز ہے مسلمان کو کہ لیوے اس گوند کو اپنے منہ میں تا اُسکو درست کرے خطوط بند کرنے کے لئے اور وہ گوند بنایا ہوا ہے اُن ہی کا اُن ہی کے ملک میں۔

[2] جواب جائز ہے استعمال ان دواؤں مذکورہ کا اور اُس گوند وغیرہ کا کہ بنائی ہوئی ہیں اہل شرک کی بموجب حکم اس روایت کے واسطے عموم بلوے کے اور عدم تیقن نجاست کے۔ کہا ابو حفص بخاری نے

من شك في انائه وثوبه اويديه اصابه النجاسة ام لا فهو طاهر ما لم يتيقن وكذلك الابار والحياض التي يتخذها اهل الشرك والبطالة وكذلك الثياب التي ينسجها اهل الشرك والجهلة من اهل الاسلام وكذا الجباب الموضوعة والمركبة في الحزق والعمامات التي يتوهم فيها اصابة النجاسة كل ذلك محكوم بطهارة حتى يتيقن بنجاستها واصل ذلك ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه استسقى عبد الرحمن بن عوف فقال اسقيك من جرة مخمرة او من الجب الذي يشرب منه الناس فقال عليه السلام من الجب الذي يشرب منه الناس و روى عن محمد بن واسع رح ان رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اجرة ابيض مخمرة اي مستورة اتوضأ به احب اليك ام وضوء جماعة المسلمين قال وضوء جماعة المسلمين

جس شخص نے کہ شک کیا اپنے برتن میں یا اپنے کپڑے یا اپنے ہاتھوں میں کہ لگی ہے اسکو نجاست یا نہیں سو وہ پاک ہے جبتک کہ یقین نہو اور ایسے ہی وہ کنوئیں اور حوض کہ استعمال کرتے ہیں اُن کو اہل شرک اور بطالت اور ایسے ہی وہ کپڑے کہ بنتے ہیں اُنکو اہل شرک یا جاہل مسلمان۔ اور ایسے ہی وہ تھیلیاں کہ رکھی ہوں یا لگائی ہوں خرقوں میں اور عماموں میں کہ جن میں وہم ہووے لگنے نجاست کا سو اس سب کا حکم طہارت کا ہے جبتک کہ یقیناً نجاست نہووے۔ اور اس سب کی اصل وہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا عبد الرحمن بن عوف سے تو انہوں نے کہا نہ جو تھیلیا ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے پانی پلاؤں یا اُس بڑے مٹکے سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں تو فرمایا کہ بڑی مٹکے میں سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں اور روایت امام محمد بن واسع سے ہے کہ ایک شخص آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ اوپنچی رکھی ہوئی تھیلیا جو ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے وضو کروں تو یہ آپ کو پسند ہے یا وہ پانی کہ اُس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ پانی جس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے۔

احب الادیان الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ فتاوی عمادیہ واللہ اعلم وفی الھدایۃ سور الآدمی وما یوکل لحمہ طاھر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاھر ویدخل فیہ الجنب والحائض والنفساء والکافر وفی الکافی شرح الھدایۃ اذ لو حکم بنجاستہ لاحتاج کل جنب وحائض الی اناء علی حدۃ وفیہ الحرج کما لا یخفی وفی العنایۃ شرح الھدایۃ ثبت فی الصحیحین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکن ثمامۃ ابن اثالہ فی المسجد قبل اسلامہ فلو کان نجسا لما مکنہ من ذلک فان قلت قال اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتھما انتھی۔

بات یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں حقیقت مسائل شرعیہ کی علی الخصوص اُن مسائل کی جنکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا بالتصریح اُن کے جائز ہونے کا حکم دیا

سب دینوں میں وہ دین اللہ کو پسند ہے کہ راست ہو اور آسان ہو فتاویٰ عمادیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جھوٹا آدمی کا اور اُس جانور کا کہ کھایا جاتا ہے گوشت اُسکا پاک ہے کیونکہ جو ملا ہے اُس میں وہ لعاب دہن ہے اور یہ لعاب پیدا ہوتا ہے گوشت پاک سے۔ اور داخل ہیں اسی حکم میں جنابت والے اور حیض اور نفاس والی عورتیں اور کافر۔ اور کافی شرح ہدایہ میں ہے کیونکہ اگر حکم اُنکی نجاست کا کریں تو بیشک حاجتمند ہونگے سب جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں علیحدہ برتن کے اور اس میں بہت حرج ہے کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ثابت ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہرایا ثمامہ بن اثالہ کو مسجد میں اُسکے مسلمان ہونے سے پہلے پس اگر نجس ہوتا تو اُسکو مسجد میں حضرت نہ ٹہراتے۔ پس اگر تو یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ نجاست اُنکے اعتقاد میں ہے نہ اُنکی ذات میں۔

بخوبی مستحکم ہے اور بمقابل اُن مسائل کے نہ لوگوں کے بُرا بھلا کہنے کی کچھ حقیقت سمجھتا ہے
اور نہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کے وعظ سننے والوں کے پھر جانے کا اندیشہ ہے اور نہ
نذر و نیاز کے بند ہونے کا کچھ خدشہ ہے اُسکے لئے ان تمام شبہات وہمیہ کے دور
کرنے کے لئے صرف یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے یہودی کے
ہاں کا پکا ہوا بغیر کسی خدشہ کے کھایا اور جب آپ سے نصاریٰ کے ہاں کے کھانے
کے باب میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لا یتخلجن فی صدرک[1] طعام کافی و وافی ہے
کیونکہ یہ شبہات جسقدر کہ پیش کئے جاتے ہیں یہی تمام شبہات اُسوقت بھی موجود تھے
اور باوجود ان سب باتوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یتخلجن فی صدرک[2]
طعام پس جب کسیکا اتقار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتقار سے بڑھا ہوا ہو
وہ ان شبہات وہمیہ پر طعام اہل کتاب سے بچنے کا دعویٰ کرے۔

الشبہۃ الخامسۃ جن برتنوں میں کہ کھانا انگریزوں کے ہاں پکتا ہے اور جن
برتنوں میں کھایا جاتا ہے اُن کے پاک ہونیکا کس طرح یقین ہوسکتا ہے۔

یہ شبہہ ایسی صورت سے کہ انگریز مسلمان کے گھر اگر مسلمان کے ہاں کا پکا ہوا کھانا
کھاویں متعلق نہیں ہوسکتا ہے البتہ اس صورت سے کہ مسلمان انگریزوں کے گھر جاکر کھاویں
متعلق ہوسکتا ہے پس ایسی حالت میں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں
آیا تانبے یا چینی یا شیشہ کے ہیں کہ جن میں اثر اشیاء محرمہ کا اگر اُن میں کھائی یا پی گئی ہوں نفوذ
نہیں کرتا ہے یا مٹی وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن میں اثر اُنکا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم

---

[1] نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کھانا۔

[2] نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کھانا۔

اول سکے ہیں اور دہوئے ہیں توان میں کہانا بے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بے دہوئے ہیں اور اُن میں محرمات سکے کہلائے جانیکا صرف احتمال یا ظن غالب ہے مگر یقین نہیں اور نہ کوئی ظاہری نجاست اُن میں سے ہے تو بغیر دہوئے ہوئے ہیں کہانا مکروہ یعنی بُراحتیاطی ہے مگر حرام یا ممنوع شرعی نہیں (لان کل ذالک محکوم بطہارتہ حتی تیقن بنجاستہا) اور یہ حکم کچہ انگریزوں ہی کے برتنوں سکے ساتہہ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام اُن توموں کے برتنوں سے متعلق ہے جو اُن چیزونکو کہاتے پیتے ہیں جنکا کہانا پینا ہماری شریعت میں حرام ہے اور اگر وہ برتن قسم دوم کے ہیں جن میں اثر نفوذ کرتا ہے جیساکہ مٹی کے برتن اور ہمکو اس بات کا یقین ہے کہ اُن میں شراب پی گئی ہے یا سوئر پکایا گیا ہے تو اُن کے واسطے یہ حکم ہے کہ اگر اور برتن ملیں تو اُن میں نہ کہاویں اور اگر اور برتن نہ ملیں تو اُن کو دہولیں اور کہاویں۔

ابوداؤد میں ابو ثعلبہ الخشنی سے روایت ہے (کہ) سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاوز اهل الکتاب وهم یطبخون فی قدورهم الخنزیر ویشربون فی آنیتهم الخمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وجدتم غیرها فکلوا فیها واشربوا وان لم تجدوا غیرها فارحضوها بالماء وکلوا واشربوا۔

---

[۱] کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہو چکا ہے جب تک کہ اُسکے ناپاک ہونے کا یقین ہووے۔

[۲] پوچہا ابو ثعلبہ الخشنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گذر ہوتا ہے اہل کتاب پر اور وہ پکاتے ہیں اپنی ہانڈیوں میں سوئر اور پیتے ہیں اپنے برتن میں شراب تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کہاؤ اور پیو اُن میں اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو اُنکو پانی سے دہوکر اُن میں کہاؤ پیو۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں فان وجد غیرھا فلا تاکلوا فیھا و ان لم تجدوا فغسلوھا وکلوا فیھا۔

ان حدیثوں کی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اور برتن ملیں تو پھر انگریزوں کے برتنوں میں کھانا نہ چاہیے مگر ایسا سمجھنا تین وجہ سے غلط ہے

اول یہ کہ یہ حدیث اُن برتنوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سور کھایا پکایا جاتا ہے اس زمانہ میں انگریزوں کے یہاں جو عام رواج ہے اُس میں شراب پینے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں اور سوئر کھانے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ہر قسم کے کھانے کے لئے برتن جدا جدا ہیں پس یہ حدیث اُن برتنوں سے جو سور اور شراب کے کھانے کے نہیں ہیں متعلق نہیں ہوسکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث اُن برتنوں سے متعلق ہے کہ جن میں اثر ماکول اور مشروب کا اثر سرایت کرتا ہے۔

تیسرے یہ کہ تمام علما نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ نہی احتیاطی ہے۔ اور انگریزوں کے برتنوں میں دہونے کے بعد کھانے میں باوجودیکہ اور برتن موجود ہوں کچھ کراہت بھی نہیں ہے چنانچہ اس مقام پر وہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری لکھتے ہیں لا تاکلوا فیہا ای احتیاطاً فاغسلوھا امر وجوب ان کان ظن النجاسۃ والا فامر ندب۔

۱؎ اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کھاؤ انمیں اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو ان ہی کو دہو لو اور اُن ہی میں کھاؤ۔

۲؎ نہ کھاؤ تم اُن برتنوں میں یعنی احتیاط کے لیے پس دہوؤ انکو یہ حکم وجوبی ہے اگر ہووے گمان نجاست کا ورنہ یہ حکم استحبابی ہے۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے۔ وقد

یقال هذا الحدیث مخالف لما یقول الفقهاء فانهم یقولون یجوز استعمال او

انی المشرکین اذا غسلت ولا کراهة فیها بعد الغسل سواء وجد غیرها ام لا وهذا ا

لحدیث یقتضی کراهة استعمالها ان وجد غیرها ولا یکفی غسلها فی نفی الکراهة وانما

یغسلها ویستعملها اذا لم یجد غیرها والجواب ان المراد النهی عن الاکل فی

انیتهم التی کانوا یطبخون فیها لحم الخنزیر ویشربون الخمر کما صرح به فی روایة ابی

داؤد وانما نهی عن الاکل فیها بعد الغسل الاستقذار وکونها معتادة النجاسة

کما یکره الاکل فی المحجمة المغسولة واما الفقهاء فمرادهم مطلق آنیة الکفار التی لیست

مستعملة فی النجاسات فهذه یکره استعمالها قبل غسلها فاذا غسل فلا کراهة فیها لانها طاهرة

ولیس فیها استقذار ولم یریدوا نفی الکراهة عن آنیتهم المستعملة فی الخنزیر وغیره

من النجاسات والله اعلم۔

لہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالف ہے قول فقہاء کے کہ وہ کہتے ہیں جائز ہے استعمال مشرکین کے برتنوں کا

جب دھوے جاویں اور کچھ کراہت اُن میں نہیں بعد دھونے کے اور برتن اُن کے سوا موجود ہوں

یا نہوں اور یہ حدیث مقتضی ہے اسکی کہ استعمال اُن برتنوں کا مکروہ ہے اگر اور برتن ان کے سوا موجود

ہوں اور صرف دھونا ہی اُنکا کافی نہیں ہے کراہت کے دور کرنے کے لئے بلکہ دھووے اور

برتے اُنکو جب نہ موجود ہوں اور برتن اور جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ منع کرنا کھانے

سے اُن کے اُس برتن میں کہ پکاتے ہیں اُس میں گوشت سوئر کا اور پیتے ہیں اُس میں شراب چنانچہ

یہی تصریح ہے روایت ابی داؤد میں اور منع کیا گیا ہے اُن میں کھانا غسل کے بعد صرف گھن کے سبب

اور اسلئے کہ ان میں نجاست ہی کی عادت ہے جیسا کہ مکروہ ہے کھانا پچھنوں کے برتن میں جو دھویا گیا ہو

علاوہ اسکے ابوداؤد میں جو دوسری حدیث جابر سے روایت ہے اُس میں صاف بلا کسی خدشہ اور کسی قید کے مشرکین کے برتنوں کا استعمال آیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

عن[1] جابر قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنصیب من آنیۃ المشرکین واسقیتھم فنستمتع بھا فلا یعیب ذلک علیھم۔

وقد[2] سئل مولانا شاہ عبد العزیز المحدث الدھلوی عن ھذا فاجاب ھکذا کما ھو مذکور فی فتاواہ وھذہ عبارتہ یکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاھر من اوانیھم النجاسۃ وانھم یستحلون الخمر ویشربون ذلک ویاکلون ویطعمون فی قدورھم وفی قصاعھم واوانیھم فکرہ الاکل فیھا قبل الغسل

متعلق صفحہ ۲۸۔ اور فقہاء کی مراد یہ ہے کہ مطلق برتن کافروں کے جو نجاستوں میں مستعمل نہیں ہیں کہ مکروہ ہے انکا استعمال دھونے سے پہلے اور جب انکو دھو لیا تو کچھ کراہت نہیں کہ وہ پاک ہیں اور نہیں ہے اُن میں کچھ گھن اور نہیں مراد ہے فقہاء کی یہ کہ کراہت نہیں ہے اُن کے اُن برتنوں میں جو مستعمل ہوتے ہیں خنزیر وغیرہ نجاستوں میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں جاتے تھے تو ملتے ہمکو برتن مشرکوں کے اور پانی کے برتن اُنکو تو برتتے تھے ہم انکو سو حضرت عیب نہیں لگاتے تھے انکا ہم پر۔

[2] اور پوچھا گیا شاہ عبد العزیز سے اسکا حکم تو یہ ہے جواب دیا کہ وہ مذکور ہے اُن کے فتاوی میں اور یہ اُنکی عبارت ہے کہ مکروہ ہے کھانا اور پینا مشرکین کے برتنوں میں پہلے دھونے سے اور ظاہر اُن کے برتن میں نجاست ہے اور وے حلال جانتے ہیں شراب اور پیتے ہیں اُسکو اور کھلاتے پکاتے ہیں اپنی ہانڈیوں میں اور اپنے گھڑوں میں اور اپنے برتنوں میں تو مکروہ ہے کھانا اُن میں دھونے سے پہلے۔

اعتبار الظاهر کما کرہ التوضی بسوء الدجاجۃ لانہا لاتتوقی من النجاسۃ غالبا لان الاصل فی الاشیاء الطہارۃ وتشکیکا فی النجاسۃ فلم یثبت النجاسۃ بالشک ہذا اذا لم یعلم بنجاسۃ الاوانی واذا علم فانہ لا یجوز ان یشرب فیہا قبل الغسل ولو اکل وشرب کان شاربا واکلا حراما ہذا حاصل ما ذکر فی الذخیرۃ۔

قال العبد (اے الحبیب) اصلحہ اللہ تعالی وما ابتلینا من شراء السمن والخل واللبن والجبن وسائر المایعات من الہنود علی ہذا الاحتمال تلویث اوانیہم وان نساءہم لا تتوقین من السرقین وکذا یاکلون لحم ما قتلوہ وذلک میتۃ فی المجتنب ان لم یجد بدا منہم ان یستوثق علیہم ان یجتنبوا عن السرقین والمیتۃ فالشق علیہم بامرہم ان یعطوا اوانیہم

باعتبار ظاہر کے جیسا کہ کروہ ہے وضو ساتہہ جوٹھے پانی مرغی کے کہ وہ غالب نجاست سے نہیں بچتی ہے کہ اصل اشیا میں طہارت ہے اور شک کرتا ہے نجاست میں تو نہیں ثابت ہے نجاست شک سے جبکہ نہ معلوم ہووے نجاست برتنوں کی اور جب معلوم ہووے تو نہیں جائز ہے کہ پیوے اُن میں پہلے دہونے سے اور اگر کہایا یا پی لیا اُن میں تو ہوگا حرام کا کہانیوالا یا حرام کا پینے والا یہ حاصل ہے اُسکا جو ذخیرہ میں ہے۔

ف کہتا ہے بندہ (یعنی حبیب) صلاحیت دے اللہ اُسکو اور وہ چیزیں کہ مبتلا میں ہم اُن میں خریدنا گہی کا اور سرکہ کا اور دودہ کا اور پنیر کا اور سب رقیق چیزوں کا ہنود کے اس سے اسی حکم میں ہیں بسبب احتمال آلودگی اُن کے برتنوں کے اور اُن کی عورتیں نہیں بچتی ہیں نجاستوں سے گوبر سے اور کہاتی ہیں گوشت اس جانور کا کہ قتل کرتے ہیں اُسکو اور یہ مردار ہے اور مجتنب میں ہے کہ نہ پاوے چارہ اس بات کا کہ نہ اعتماد کرے اُن پر کہ بچیں وہ گوبر اور مردار سے تو دشوار ہوگا کہ حکم کرے اُنکو کہ دیویں وہ اپنے برتن۔

مسلما يغسلها او يغسلوا يد بهم بمراى من المسلمين والا فالاباحة فتوى والتحرز التقوى كذا فى نصاب الاحتساب۔

اور اس باب میں کہ وہ پانی جس سے وہ برتن دہوے گئے پاک تہا یا ناپاک شرعاً کچہہ شبہہ نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ کوئی پاک چیز شبہہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی جیسے کہ ابہی بیان ہوا۔

علاوہ اسکے تیسیر الوصول میں خاص انگریزوں کے گہڑوں کے پاک ہونے میں اثر صحابہ موجود ہے اور یہ حدیث اُس میں ہے وعن ابن عمر قال توضاء عمر رضی الله عنه بالحميم فى جر نصرانية ومن بيتها اخرجه رزين قلت وترجم به البخارى والله اعلم۔

الشبهة السادسة میز پر بیٹہکر چہری اور کانٹے سے کہانا اور تشبہ بالنصارى کرنا کس طرح پر جائز ہے۔

اس شبہہ کا حل دو طرح پر کرنا چاہیئے اول یہ کہ فی نفسہ میز پر بیٹہکر اور چہری اور کانٹا اور چمچہ سے کہانیکا کیا حکم ہے پہر تشبہ کا حکم بیان کیا جاوے چہری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی الله علیہ وسلم نے گوشت کو چہری سے کاٹکر تناول فرمایا ہے۔

مسلمان کو کہ دہووے اُنکو یا دہو دیں وہ اپنے ہاتہہ سے سامنے مسلمانوں کے اور اگر یہ نہو سکے تو اباحۃ فتویٰ ہے اور پرہیز گاری تقویٰ ہے یہ ہی نصاب الاحتساب میں۔

[1] اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وضو کیا عمر رضی الله عنه نے گرم پانی سے جو ایک نصرانی عورت کے گہر میں اور اُسی کے مٹکے میں تہا یہ حدیث امام رزین نے نکالی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اُسکو بخاری نے بہی بیان کیا ہے والله اعلم۔

بخاری میں عمرو ابن امیہ سے روایت ہے۔ اخبرہ[1] انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحتز من کتف الشاۃ فی یدہ فدعی الی الصلوۃ فالقہا والسکین التی یحتز بہا ثم قام فصلی ولم یتوضا اور ابوداؤد میں جو حدیث درباب منع قطع لحم بالسکین کے ہے اُسکو خود ابوداؤد نے ضعیف لکھا ہے۔ قال[2] القسطلانی۔ فان قلت ھذا الحدیث یعارض حدیث ابی معشر عن ہشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رفعتہ لا تقطعوا اللحم بالسکین فانہ من صنع الاعاجم وانہشوہ فانہ اھنا وامراء اجیب بان ابا داؤد قال ھو حدیث لیس بالقوی وحینئذ لا یحتج بہ من اجل ابی معشر نجیح السندی الہاشمی صاحب المغازی قال البخاری وغیرہ منکر الحدیث ومن مناکیرہ حدیث لا تقطعوا اللحم بالسکین ھذا لکن قال الحافظ ابن الحجر ان لہ شاہدا انتہی۔

---

[1] اُنکو خبر دی ہے کہ اُنہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھری سے کاٹتے تھے شانہ بکری کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا کہ بلائے گئے طرف نماز کے پھر ڈالدیا اُس شانہ کو اور اُس چھری کو کہ جس سے کاٹتے تھے اور جا کھڑے ہوئے نماز پر اور نماز پڑھائی اور وضو نکیا۔

[2] کہتے ہیں قسطلانی۔ اگر تو یہ کہے کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث ابی معشر کے جو روایت کرتے ہیں ہشام ابن عروہ سے کہ وہ روایت اپنے باپ سے جو روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ سے کہ وہ اس حدیث کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچاتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے نہ کاٹو گوشت کو چھری سے کہ یہ فعل عجم کا ہے اور دانت سے کھاؤ کہ یہ بہت خوب اور خوشگوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اسوقت اس حدیث سے حجت نہو گی بسبب ابی معشر کے کہ نجیح بیتے ہیں اُسکے ساتھ سندی الہاشمی صاحب المغازی۔ کہتے ہیں امام بخاری وغیرہ کہ یہ ابو معشر منکر الحدیث ہیں اور اُنکے مناکیر سے ہے حدیث لا تقطعوا اللحم بالسکین۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہتے ہیں حافظ ابن حجر کہ اُسکے واسطے شاہد بھی ہے۔

اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے تو اسکی تطبیق پہلی حدیث سے شیخ عبدالحق محدث دھلوی نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت میں اس طرح پر کی ہے۔

اگر حدیث نہی صحیح است در گوشتے باشد کہ نیک نضج یافتہ و احتیاج بریدن ندارد وانچہ در بریدن آید در انچہ نضج نیافتہ بعد اس کے شیخ محدث دہلوی نے اُسی مقام پر حدیث نہی کو اور بھی ضعیف کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نہی ایسی ہے جیسا کہ ہاتھ سے گوشت توڑنے سے بھی نہی آئی ہے اور اُنکی عبارت یہ ہے۔

ہمچنانکہ نہی از بریدن گوشت بکارد وارد یافتہ از گرفتن گوشت از استخوان بدست نیز منع گونہ واقع شدہ و در جامع الاصول از صفوان بن امیہ آوردہ کہ گفت بودم من کہ میخوردم با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومیگرفتم گوشت را بدست خود از استخوان فرمود نزدیک بگردان گوشت را بدہن خود کہ وے گواراتر وسبک تر ہست رواہ ابوداؤد وروی الترمذی۔

پس یہ نہی ایسی نہیں ہے کہ جسکے ارتکاب میں کچھ قباحت ہووے کیونکہ یہہ نہی حکمی نہیں ہے چھچہ اور کانٹے کے استعمال کا قیاس چھری پر کرنا چاہیئے کہ اُن کے استعمال کی ممانعت کہیں نہیں ہے چنانچہ ایسی چیزیں جنسے ہاتھ بھرتا ہے سب چمچہ سے کہاتے ہیں ولایعاب ولایکرہ۔

میز پر کہانے کے لئے کوئی حدیث منع کی وارد نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ جس طرح رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی چپاتی تناول نہیں فرمائی اور کبھی تشتریوں اور رکابیوں میں کہانا تناول نہیں فرمایا ہے اور نہ کبھی میدے اور روے کی اور چہنے ہوئے آٹے کی روٹی کہائی اُسی طرح کبھی خوان پر یعنی میز پر کہانا تناول نہیں فرمایا

پس جو حال کہ ان چیزوں کا ہے وہی میز پر کھانے کا ہے جس طرح وہ مباح ہیں اسی طرح یہ بھی مباح ہے۔

بخاری میں قتادہ سے روایت ہے ما اکل[1] النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبزا مرققا ولا شاتا مسموطۃ حتی لقی اللہ عز وجل۔

اور حضرت انس سے روایت ہے ما علمت[2] النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل علی سکرجۃ قط ولا خبز ا مرققا قط ولا اکل علی خوان قط قیل لقتادۃ فعلی ما کانوا یاکلون قال علی السفر

السکرجۃ[3] بضم السین والکاف والراء المشددۃ وفتح الجیم وقیل الراء المفتوحۃ وھی صحاف صغار کذا فی القاموس۔

وفی[4] مجمع البحار ولا اکل علی خوان قط ھو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل لانہ من داب المترفین لئلا یفتقروا الی التطاطوء والانحناء۔

---

[1] نہیں کھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی اور نہ بکری کا گوشت بھنا ہوا یہاں تک کہ ملے اللہ عزوجل سے۔

[2] نہیں جانا میں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ہو اوپر تشتری کے کبھی اور چپاتی کبھی اور نہ خوان پر کبھی تو کہا گیا قتادہ سے پھر کس پر کھاتے تھے تو کہا کہ دسترخوان پر۔

[3] سکرجہ میں سین اور کاف اور را ر تشدید والی پر پیش ہے اور جیم پر زبر اور بعض را ر پر بھی زبر کہتے ہیں اور وے رکابیاں ہیں چھوٹی چھوٹی یہ ہی قاموس میں۔

[4] اور مجمع البحار میں ہے اور نہ کھایا اوپر خوان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان وہ چیز ہے کہ جس پر کھانے کے وقت کھانا رکھتے ہیں اسلئے کہ یہ دستور ہے تونگروں کا تاکہ نہ حاجت ہووے جھکنے کی۔

اور بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے انه سئل سئلا هل رایتم فی زمان النبی صلی الله علیه وسلم النقی قال لا فقلت کنتم تنخلون الشعیر قال لا ولکن کنا ننفخه۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح رسول خدا صلی الله علیه وسلم نے کہایا اُس طرح کا کہانا سنت ہے اور اُسکے سوائی نفسه مباح ہے اسی طرح دسترخوان پر کہانا سنت اور میز پر کہانا فی نفسه مباح ہے۔

اب باقی رہی بحث نسبت تشبه کے اور اس باب میں حدیث من تشبه بقوم فهو منهم پر استدلال کیا جاتا ہے کتاب اللباس باب ماجاء فی الاقبیة میں ابو داود نے لکی ہے۔

مگر اس حدیث کو اس مسئلہ سے کچھ بہی علاقہ نہیں ہے مناسب ہے کہ اول نفس الفاظ حدیث میں غور کیجاوے کہ قوم سے کیا مراد ہے اور تشبہ سے کیا مراد ہے اور منہم کے کیا معنی ہیں اور اُس کے بعد حدیث کے معنی بیان ہوں۔

تشبہ کسی قوم کے ساتھ اُسیوقت کہا جاسکتا ہے کہ مابہ التشبہ خاصہ اُسی قوم کا ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جاوے میز پر بیٹھکر کہانا اور چہری کانٹے سے کہانا قوم نصاریٰ کا خاصہ نہیں ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بہی اسی طرح پر کہاتے ہیں پس کیا وجہ ہے کہ جو میز پر بیٹھکر کہانیوالونکو مشابہت نصاریٰ کے ساتھ دیجاوے اور اتراک کے ساتھ

---

[1] پوچھا ابو حازم نے سہل سے کہ دیکہا تم نے نبی صلی الله علیه وسلم کے وقت میں میدہ کہا نہیں پہر کہا میں نے کہ تم چہانا کرتے تہے جو کا آٹا کہا نہیں مگر ہونک اریتے تہے۔

[2] جو تشبہہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ اُس قوم میں سے۔

[3] کتاب پوشاک باب اُن حدیثوں کا کہ آئی میں پہننے کے کپڑوں میں۔

نہ دیجاوے علی الخصوص ایسی صورت میں کہ مسلمان کے حق میں نیک گمان چاہیے پس جبکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو کہ جو لوگ میز پر ٹیبل کہلاتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور عقائد اسلامیہ سکتے ہیں تو کیوں اُنکے اس فعل کو نصاریٰ [illegible] ساتھ تشبیہ دیویں اور مسلمانوں کے ساتھ تشبیہ نہ دیویں اور یہ بات کہ ترکوں کی قوم کو ہندوستان کے لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اُن کے ساتھ مشابہت دیں اس میں کچھ قصور مرتکبین کا نہیں ہے بلکہ مشابہت دینے والوں کا قصور ہے۔

اب لفظ تشبہ پر غور کرنا چاہیے کہ آیا اس لفظ سے تشبہ تام مراد ہے یا غیر تام مراد ہے تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیا جو شخص صرف انگریزی جوتی پہن لے یا بگھی پر سوار ہو کر نکلے یا گھوڑے پر انگریزی کاٹھی بجائے زین کے رکھے یا چینی کے برتنوں میں کھاوے یا شیشہ کے گلاس میں پانی پیوے یا کرسی پر بیٹھے وہ سب معنی لفظ تشبہ میں داخل ہونگے حالانکہ جزئیات میں تشبہ ساتھ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ ترمذی نے شمائل میں ابن عباس سے روایت کی ہے

انّ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعرہ وکان المشرکون یفرقون رؤسھم وکان اھل الکتاب فیما یسدلون رؤسھم وکان یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر فیہ بشئ ثم فرق رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

لہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے چھوڑتے تھے اپنے بال اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب سیدھے چھوڑتے تھے اپنے بال اور حضرت پسند کرتے تھے موافقت اہل کتاب کی جس امر میں کہ حکم نہوا ہو پھر حضرت مانگ نکالنے لگے۔

اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت نام مراد ہے بایں لا یعرف اھو من النصاری ام ھو من الاتراک[1] تو ایسی مشابہت میز پر بیٹھکر کہانے پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص جسکی ظاہری و باطنی آنکہیں خدائے تعالیٰ نے اندہی نہ کردی ہوں اگر مسلمانونکو میز پر کہاتے دیکہے تو کبہی اُسکو یہ شبہہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں یا مسلمان بلکہ مسلمانوں کو مسلمان پہچان لیگا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فتویٰ دیا ہے کہ جو باتیں کفار کے ساتہہ ایسی مخصوص ہیں کہ کوئی مسلمان اُنکو نہیں کرتا اُنکا کرنا تشبہ میں داخل ہے اور منع ہے اور ایسی باتیں جو کفار پر مخصوص نہیں ہیں گو کفار اُنکو بہت زیادہ کرتے ہوں اور مسلمان کم اُن کے کرنے میں کچہہ مضائقہ نہیں ہے اور انہوں نے یہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی بات جو مخصوص کفار کے ساتہہ ہو بنظر آرام و فائدہ کے کیجاوے تو کچہہ مضائقہ نہیں ہے بعد اسکے وہ لکہتے ہیں کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تئیں اُنہیں میں گننے اور بلا شبہہ اس طرح اپنے تئیں کفار میں گننا منع کیا بلکہ کفر ہے نہ یہ کہ جو باتیں دنیا کے آرام کی کفار کرتے ہیں اُن کے اختیار کرنے میں وہ تشبہ لازم آجاوے جو شرعاً منع ہے چنانچہ ہم اس مقام پر فتویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب کا بعینہ نقل کرتے ہیں۔

فتوی حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب تشبہ محررہ شہر جمادی الثانی ۱۲۴۷

موافق قواعد شرع چیزے کہ مخصوص بکفار باشد و مسلمانان آنرا استعمال نکنند خواہ در لباس خواہ در چیز دیگر بطریق اکل و شرب داخل تشبہ است و ممنوع و انچہ مخصوص بکفار نیست گو کہ کفار آنرا بیشتر استعمال کنند و مسلمانان کمتر مضائقہ ندارد و ہمچنیں اگر بعض

---

[1] نہیں پہچانا جاتا کہ وہ نصرانی ہے یا ترک۔

از امور مخصوصہ کفار بنا بر آرام و یا بنا بر فائدہ دنیاوی استعمال کنند بے آنکہ خود را مشتبہ بآنہا سازند مضائقہ ندارد آرے تشبہی کہ ممنوع ہست مطلقاً آنست کہ خود را در اعداد آنہا داخل کنند و امالہ قلوب بآنہا داشتہ باشند و ہمچنین تعلیم لغت ایشاں و خط ایشاں بنا بر تشبہ البتہ ممنوع اما بنا بر اطلاع بر مضامین کلام ایشاں یا خواندن خطوط ایشاں اگر تعلم لغت کنند یا خط ایشاں بنویسند مضائقہ ندارد و در حدیثے کہ در مشکوۃ مذکور است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن ثابت را بتعلم خط یہود امر فرمودند و زید ابن ثابت آنرا در عرصہ قریب آموختند و تشبہ در عبادات و اعیاد مطلقاً ممنوع ہست احادیث و آیہ بریں بسیار اند غرضکہ تشبہ بآنہا بر چیزے کہ باشد داخل منع ہست و آموختن زبان ایشاں برائے اطلاع یا پوشیدن پوشاک برائے فائدہ بدنی مضائقہ ندارد انتہی۔

اگرچہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوی میں تشبہ ممنوع کی نسبت بہت سی قیدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر رکہا ہے کہ خود را در اعداد آنہا داخل کنند پہر بہی درحقیقت اس حدیث کو اس قسم کی تشبہ سے بہی کچہ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اسی مقام پر لکہا جاویگا۔

اب لفظ منہم پر غور کرنا چاہیے کہ منہم کے لفظ کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاری کے ساتہہ کی تو وہ بہی نصرانی ہوگیا۔ وان[1] اعتقد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان ستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا وان صلی صلوتنا وصام صیامنا نا لبأ امید ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب یہانتک

---

[1] اگرچہ اعتقاد کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگرچہ قبلہ بنا ہے ہمارا قبلہ اور کہائے ہمارا ذبیحہ اور نماز پڑہے ہماری نماز اور روزہ رکہے ہمارا روزہ۔

کہ نصرانی بھی منہم کے لفظ سے یہ مراد نہیں لینگے پس جبکہ لفظ منہم کے یہ معنی نہ ٹھرے تو کوئی اور معنی اُسکے لینے چاہئیں پس معنی اس حدیث کے یہ نہیں ہیں جو لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ یہ معنی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اس حدیث کو نہ طعام سے علاقہ ہے نہ کسی قسم کے تشبہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھہ کیا جاوے تعلق ہے نہ اس حدیث سے کوئی حکم شرعی بحالت تشبہ بقوم آخر بجز ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے مراد ہے اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں جو مسلمان اور اور کسی قوم کے لوگ ایک جگہ مارے جاویں تو انکی شناخت کہ کون مسلمان ہیں کون نہیں ہیں کیونکہ کیجاوے تاکہ مراتب تجہیز و تکفین موافق اُس قوم کے ادا کیا جاوے پس صرف اسی باب میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اسی قوم میں اُسکو شمار کرنا چاہئے اور چونکہ اس طرح کی شناخت اغلب اوپر لباس کے منحصر ہوتی ہے اسلئے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اُسی حدیث کی بنا بر روایات فقہیہ کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

مثل اسکے اور موید اس گفتگو کے ایک اور حدیث ابو داؤد میں آخر کتاب الجہاد میں موجود ہے عن سمرۃ بن جندب اما بعد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاء مع المشرکین و سکن معہم فانہ مثلہ یعنی جس طرح کہ لڑائی میں مشرک کا خون یا غارت مال و اسباب محفوظ نہیں رہ سکتا اسیطرح اُسکا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

---

[1] سمرۃ بن جندب سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ آیا ساتھہ مشرکین کے اور رہا اُن کے ساتھہ تو وہ بھی مانند اُن ہی کے ہے۔

اب رہا ایک اعتراض جو بعض متعصبین نسبب اسکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں
کہ جو کہ میز پر بیٹھکر کہانا یا انگریزوں کے ساتھ کہانا ان ہندوستانیوں نے اختیار کیا ہے
جو عیسائی ہوگئے ہیں اور انکی صورت میں اور اکثروں کے لباس میں کچھ فرق نہیں ہے
پس جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ یا میز پر بیٹھکر کہاتا ہے وہ اس بات میں تشبہ کرتا ہے
کہ وہ بہی متنصر ہے مگر اس قسم کا شبہہ اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے بہر حال
اس شبہ کا بہی یہی جواب ہے کہ حدیث تشبہ کو اس قسم کے افعال سے کچھ تعلق نہیں
نہ اسکی نسبت اُس میں کچھ حکم ہے معہذا یہ تخصیص جو ہندوستان میں جاری ہے وہ
اس سبب سے ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اُس تعامل کو جو بلاد اسلام میں
جاری ہے اور تمام انگریز اور مسلمان آپس میں کہاتے ہیں اور میزوں پر کہاتے ہیں ہندوستان
میں رائج نہیں کیا پس مسلمانونکو اسکا رواج دینا چاہیئے کہ وہ تخصیص از خود باطل ہوجاویگی

فیا[1] ایہا المسلمون تعاملوا علیہا لا علی نیۃ العجب والتکبر بل علی نیۃ ترفع حال
المسلمین لئلا ینظر ہم قوم بنظر الحقارۃ بما اعتاد وا من الزلۃ والمسکنۃ ان اللہ یعلم
ما فی صدورنا ویحکم علینا بما فی قلوبنا من حسن النیۃ او غیرہ۔

مولانا مولوی شاہ محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ رفع یدین نماز میں اگرچہ
سنت ہدیٰ ہے مگر جو کہ ان بلاد میں شعار اہل تشیع کا ہے تو اُس سے احتراز اولیٰ ہے

---

[1] سو اے مسلمانوں برتاؤ کرو تم اسپر نہ بہ نیت غرور اور تکبر کے بلکہ بہ نیت ترقی حال مسلمانوں
کے تاکہ نہ دیکھ سکے انکو کوئی قوم ساتھہ حقارت کے بسبب اُنکی اُن عادتوں کے جو ذلت اور مسکنت
کی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور حکم کریگا موافق اُسکے کہ ہمارے
دلوں میں ہے حسن نیت یا غیر حسن نیت سے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُنکا شعار اسی وجہ سے ہوگیا ہے کہ تم نے ترک کر رکہا ہے
پس اگر تم اُسکو اختیار کروگے تو اُنکے شعار کی خصوصیت نہ رہیگی پس جو امر کہ مباح ہے
اُسکے کرنیوالوں پر اسوجہہ سے کہ اس ملک میں اور کوئی مسلمان نہیں کرتا کسی طرحکی ملامت
نہیں ہو سکتی ۔

انصاف کرنے کی بات ہے کہ میز پر کہانا تو تشبہ بالنصاریٰ ہووے اور مباح کو یعنی
انکے کہانیکو ترک کرنا اور اُسکے کہانے والے کو کافر جاننا اور ذات سے گرا دینا اور حقہ
پانی بند کر دینا تشبہ بالیہود نہووے تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جہان میں یہ مشہور ہے
کہ جہاں کسی نے کہانا انگریز کے برتن میں کہالیا وہ کافر ہوگیا اور کم قوموں اور کم ذاتوں
میں تو یہ جہالت کی رسم ہے کہ جب تک وہ بیچارہ کچہہ صرف نہ کرے اور پنچایت نہ دے
اور پہر کر قاضی اُسکو مسلمان نہ کرے تب تک وہ ذات میں نہیں ملایا جاتا اور پہر جاہلوں
کے خوف سے کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا تمہاری جہالت ہے شراب پینے سے
بہی آدمی کافر نہیں ہوتا نہ کہ حلال اور مباح کہانے سے یہ بلا اسی سبب سے ہے اور اسی
سبب سے عوام میں اسکا رواج بہی ہو رہا ہے کہ علما اُن کے ڈر سے اور اپنی نذر و نیاز
کے خوف سے اور اپنے تئیں جہوٹ موٹ کا صاحب تقویٰ و ورع جتانے کے لئے اور
جو لاہوں میں بیٹہکر تعریف سننے کے لالچ سے کلمۂ حق زبان پر نہیں لاتے صاف اور صحیح
حدیثونکو اور حکموں اور مسئلونکو چہپاتے ہیں اور عوام کی تالیف قلوب کے واسطے اس
مسئلہ کو کبہی بنظر تشبیہ کے حرام بتلاتے ہیں کبہی اُسکو باعث محبت اور دوستی کا بتلا کر منع
ٹہراتے ہیں مگر افسوس یہ کہ ہندو اور مشرکین کے حق میں اس قسم کا کوئی مسئلہ جاری نہیں
کرتے اُنکے دینی بہائی بنجاتے ہیں اور اُنکے میلوں میں شریک ہو جاتے ہیں

اور اُن کے ساتھ راہ و رسم دوستانہ رکھتے ہیں اُن کے گھر کے کھانا کھانے میں تو کبھی کوئی مسلم کافر کیا گنہگار بھی نہووے اور اہل کتاب کے کھانا کھانے سے کافر اور مرتد ہو جاوے اسکا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ جو طریقہ جاری ہو گیا ہے وہ سنت ہے اور جو جاری نہوا وہ بدعت ہے سبحان اللہ دین کو بھی دل لگی ٹھرا رکھا ہے۔

بعض صاحب فرماتے ہیں کہ قبول کیا کہ اس قسم کے ارتکاب میں کوئی محظور شرعی نہیں ہے مگر تنفر کا اتہام تو بیشک ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے اتقوا من مواضع التھم پس مسلمانوںکو ایسے امور سے کہ اتہام تنفر ہو بچنا چاہیئے۔

یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تہم وہ ہیں جو محظور شرعی ہیں اور جو امر کہ شرعاً مباح ہیں اُنپر مواقع تہم کا اطلاق کسیطرح نہیں ہوسکتا۔

الشبھۃ السابعۃ۔ بعض شبہہ کرتے ہیں کہ تسلیم کیا کہ اُن آیات و روایات سی طعام اہل کتاب کا مباح ہوا مگر مضمون آیت طَعَامُهُمْ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ [1] سے مواکلت اور ایک جگہ مبٹھکر کھانا کہاں سے نکلا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو خود اشارۃ النص سے صریحاً مواکلت نکلتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوںکو حلال ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انکو مسلمانوںکا کھانا بھی حلال ہے یعنی وہ انکا کھانا کھاویں اور یہ اُن کا اور اسی سے اشارہ ہے مواکلت پر۔

دوسرے یہ کہ ابو داؤد میں جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور جسکے اخیر میں۔ واُحِلّ طعام اھل الکتاب [2] ہے اُس حدیث کو ابو داؤد نے باب ضیف میں لکھا ہے جس سے

---

[1] کھانا اُن کا تمہارے لئے اور تمہارا اُن کو لئے حلال ہے [2] اور حلال ہے کھانا اہل کا۔

پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کہانا جائز ہے۔

تیسرے یہ کہ جب ساتہہ بیٹہکر کہانے میں کوئی محظور شرعی نہیں ہے تو اس کے ممنوع ہونیکی بہی کوئی وجہ نہیں ہے۔

چوتہے یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے فتوے میں صاف لکہا ہے کہ انگریزوں کے ساتہہ اور انکے دسترخوان پر اور اُن کے برتنوں میں کہانا بشرطیکہ منکرات میں سے کوئی چیز نہو اور کہانا و برتن نجس نہو مباح ہے اور یہی ہم بہی کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس سے زیادہ نہ کچہ کہیں نہ کریں۔

الشبهة الثامنة۔ اس پر یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ساتہہ بیٹہکر کہانا اور آپس میں اختلاط رکہنا باعث ازدیاد محبت و تولا کا ہے اور مسلمان کے سوا اور کسی مذہب والے سے تولا و دوستی شرعاً جائز نہیں اس واسطے اہل کتاب کے ساتہہ بیٹہکر کہانا جو باعث محبت و اخلاص کا ہوتا ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔

اس اعتراض سے دو امر کی تسلیم تو لازم آگئی اول تو اس بات کی کہ انگریزوں کے ساتہہ کہانا فی نفسہ تو ناجائز نہیں ہے اگر کچہ عدم جواز ہے تو لغیرہ ہے۔

دوسرے اس بات کی تسلیم لازم آئی کہ اگر ایک آدہ دفعہ اتفاق سے کہالے تو کچہ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک آدہ دفعہ کے کہانے میں کچہ تودد و اختلاط نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علما نے بہی دو ایک دفعہ کے کہا لینے کا فتوی دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المومنین اور نصاب الاحتساب کی روایتوں پر استدلال کیا ہے اور وہ روایتیں یہ ہیں۔

عالمگیری و لم یذکر محمد رحمه الله الاکل مع المجوس و مع غیره من اهل الشرک

انہ ھل یحل ام لا وحکی عن الحاکم الامام عبدالرحمن الکاتب انہ ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا باس بہ واما الدوام علیہ فمکروہ کذا فی المحیط

مطالب المومنین[۲] وھہنا تفصیل لابد من معرفتہ ان الاکل مع المجوس ومع غیر المجوس من اھل الشرک ھل مباح ام لا وحکی عن الحاکم الامام ابن عبدالرحمن الکاتب انہ یقول ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا باس بہ بما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال اکل معک یا محمد فقال نعم فقد اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الکافر مرۃ او مرتین لتالیف قلبہ علی الاسلام فانہ مکروہ لما نہینا عن مخالطتھم وموالاتھم وتکثیر سوادھم وروی انہ

---

[۱] صفحہ ۴۴۳ - اور نہیں ذکر کیا ہے محمد رح نے کہانا ساتھ مجوسی کے اور غیر مجوسی کے جو اہل شرک ہیں کہ حلال ہے یا نہیں - حکایت ہے حاکم امام عبدالرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہووے مسلمان انہیں ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دوام و مداومت اسپر مکروہ ہے - یہ ہی محیط میں -

[۲] مطالب المومنین میں ہے - اور یہاں ایک تفصیل ہے کہ ضرورت جاننا اُسکا - وہ یہ ہے کہ کہانا مجوسی کے اور غیر مجوسی کے ساتھ جو مشرک ہیں مباح ہے یا نہیں تو حکایت ہے حاکم امام عبدالرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہوا اس میں مسلمان ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں ہے - اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا رہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا کہ میں کہاوں آپ کے ساتھ اے محمد تو کہا آپنے کہ ہاں کہاؤ سو بیشک کہایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے ساتھ ایک بار یا دو بار واسطے دل لگانے اُسکے کے اسلام پر مگر مداومت اسپر مکروہ ہے اسلئے کہ ہم منع کئے گئے ہیں اُنکی دوستی سے اور خلط ملط سے اور بہت کرنے اُن کی جمعیت سے - اور روایت ہے

علیہ السلام قال من الجفاء ان تاکل مع غیر اهل دینك وهذا یدل علی انه لایاکل مع غیر اهل ملته وروی انه اکل مع غیر اهل دینه فلابد من التوفیق ووجه ما رویناه اولا بالاکل مرة او مرتین ویحمل هذا الحدیث علی الاکل معهم وذکر القاضی الامام رکن الدین السغدی ان المجوس اذا کان لایزمزم فلاباس بالاکل معه وان کان یزمزم فلایاکل معه لانه یظهر الکفر والشرك فلایاکل معه حال مایظهر الکفر کذا فی آخر الفصل العاشر من سیر الذخیرة انتہی۔

نصاب[1] الاحتساب وهل یاکل مع الکافر ان کان مرة او مرتین لتالیف قلبه علی الاسلام فلاباس فانه صلی الله علیه وسلم اکل مع کافر مرة فحملنا علی انه کان

(حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہ کھاوے تو اپنے غیر دین والے کے ساتھ۔ اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ غیر دین والے کے ساتھ نہ کھانا چاہیے۔ روایت ہے کہ کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ غیر دین والے اپنے کے تو ضرور ہے کہ ان دونوں میں موافقت دیا وے۔ اور وجہ اس حدیث کی کہ پہلے اول روایت کی ہے یہ کہ کھانا ایک یا دو بار اور یہ حدیث حمل کی گئی اُن کے ساتھ کھانے پر اور ذکر کیا قاضی امام رکن الدین سغدی نے کہ مجوس اگر نہ زمزمہ کریں تو کچھ مضائقہ نہیں انکے ساتھ کھانے میں اور اگر زمزمہ کریں تو نہ کھاویں اُنکے ساتھ اسوقت کہ وہ ظاہر کرتے ہیں کفر اور شرک پس نہ کھایا جاوے اُنکے ساتھ اُسوقت کہ وہ ظاہر کریں کفر اور شرک یہ ہی دسویں فصل کا آخر سیر ذخیرہ کا۔

[1] نصاب الاحتساب میں ہے اور کیا کھاوے ساتھ کافر کے پس اگر ہووے ایک بار یا دو بار واسطے دل لگانے اُسکے کے اسلام پر تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کافر کے پس حمل کیا ہمنے کہ یہ کیا حضرت نے

لتالیف قلبه علی الاسلام ولکن یکره المداومة علیه لما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من الجفاء ان تاکل مع غیر اهل دینك وحمل هذا الحدیث علی المداومة او علی ان لم یکن نیة تالیف قلبه علی الاسلام وحمل الحدیث الاول علی ان من کان نیته تالیف قلبه علی الاسلام توفیقا بین الحدیثین ۔

مگر اس زمانہ کے اُن عالموں سے جنہوں نے ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ صرف ایک دو دفعہ کہانا جائز ہونے اور اس سے زیادہ ناجائز ہونے پر دلیل پیش کیا ہے اُن سے صریح غلطی ہوئی ہے اسلئے کہ ان روایتوں میں جو احکام ہیں وہ مجوس اور بت پرست مشرکوں کے ساتھ کہانے میں ہیں نہ اہل کتاب کے ساتھ اور جس شخص نے اُستانی جی سے بہی قرآن پڑہا ہوگا وہ بہی جانتا ہوگا کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے احکام مشرکین کی نسبت ہیں جو اہل کتاب سے علاقہ نہیں رکہتے پس ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ کہانے پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں ایسی قوی ہیں جو قرآن اور احادیث صحیح کے مقابل لائی جاویں مگر ہم تولی اور دوستی کے ممنوع ہونیکی زیادہ تر تحقیقات کرتے ہیں اور جو تولی کہ شرعاً منع ہے اُسکو بالتصریح بیان کرتے ہیں چنانچہ اُن آیتونکو نقل کرکر جن میں تولی کی نہی آئی ہے پر اُسکی تصریح و تحقیق لکہینگے ۔

واسطے تالیف اُسکے کے اسلام پر مگر مکروہ ہے مداومت اسپر اسلئے کہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ ظلم ہے کہانا غیر دین والیکے ساتھ اور حمل کیجاتی ہے یہ حدیث منع کی اوپر مداومت کے یا اسپر کہ نہووے نیت اُسکے تالیف قلب کی اسلام پر اور حمل کی گئی حدیث پہلی اسپر کہ ہووے نیت تالیف قلب کی اسلام پر۔ واسطے موافقت کے دونوں حدیثوں میں ۔

آیت اول یاایها الذین آمنوا لاتتخذوا الیهود والنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم ان الله لایهدی القوم الظلمین فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم یقولون نخشٰی ان تصیبنا دائرۃ فعسی الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسهم نادمین ویقول الذین آمنوا اهؤلاء الذین اقسموا بالله جهد ایمانهم انهم لمعکم حبطت اعمالهم فاصبحوا خاسرین۔

آیت دوم یاایها الذین آمنوا لاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین

آیت سوم لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔

آیت چہارم یاایها الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودۃ۔

لہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاری کو اپنا دوست کہ بعض اُن کے دوست ہیں بعض کے اور جو کوئی اُنسے دوستی کریگا اُن میں سے ہوگا بیشک اللہ تعالی نہیں راہ سوجہاتا ہے قوم گنہگار کو پس دیکہیگا تو اُن لوگونکو کہ جن کے دل میں مرض ہے جلدی کرتے ہیں اُن کے اندر اور کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ پہونچے ہم پر کوئی سخت گردش سو قریب ہے کہ اللہ دیوے فتح یا لادے ایک امر اپنے پاس سے پس ہوجائنگے یہ لوگ اوپر اُسکے کہ چہپایا انہوں نے اپنے دل میں پشیمان اور کہتے ہیں ایمان والے کہ قسم کہائی اُن لوگوں نے اللہ کی بہت مضبوط قسم کہ وے بیشک تمہارے ساتہہ ہیں مٹ گئے کام اُن کے اور ہوگئے ٹوٹے والے۔

ٹہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم کافرونکو دوست سوائے مومنین کے۔

سہ چاہیئے کہ نہ بناویں ایمان والے کافرونکو دوست سوائے مومنین کے۔

گہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست کہ لو تم انکی طرف ساتہہ دوستی کے۔

آیت پنجم ولا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔

آیت ششم لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔

ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل میں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے موالات عموماً ممنوع شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین ہو حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہے اور موالات من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اسکا مذہب اور دین جسکو اُسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھیں اور صرف اسی قسم کی موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی۔

ہم مسلمان اپنے مذہب کے علما متقدمین اور صلحا اور اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور کوئی دنیاوی غرض اُن سے یا کوئی جبلی اور فطرتی محبت اُن سے نہیں رکھتے نہ کسی قسم کے دنیاوی احسان کے سبب اُن سے محبت رکھتے ہیں اور نہ کسی قسم کی محبت باعتبار معاشرت کے اُن سے رکھتے ہیں پس جو محبت کہ ہماری اُن کے ساتھ ہے وہ صرف باعتبار دین کے ہے۔ لانھم کانوا علماء دیننا واتقیاء مذھبنا واولیاء الامۃ المرحومۃ اللتی نحن فیھا پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھ رکھی جائے

۱؎ اور نہ بیٹھ تو بعد یاد آنے کے ساتھ قوم گنہگار کے۔

۲؎ نہ پائیگا تو اُس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہیں ساتھ اللہ کے اور اُسکے رسول کو کہ دوستی کریں اسکو ساتھ جو جھگڑا کرے اللہ اور اُسکے رسول سے اگرچہ ہوویں وہ اُن کو باپ یا بیٹے یا بھائی یا اُن کے کنبے کے

۳؎ اسلئے کہ وہ تھے علما ہمارے دین کے اور پرہیزگار ہمارے مذہب کے اور دوستدار اولیا اس اُمت مرحومہ کے کہ جس میں ہم ہیں۔

بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ما سوا اسکے جو اور قسم کی محبتیں ہیں وہ لاباس بہ ہیں اور ممنوع شرعی نہیں ہیں بلکہ اُن کے کرنے میں ہم مامور ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ جیسا دین محمدی میں رحمت و شفقت عام ہے وہی شفقت و رحمت ہم تمام لوگوں کے ساتھ خواہ وہ مشرک ہوں خواہ اہل کتاب برتیں اور اپنے تئیں اُس رحمت و شفقت محمدیہ کا نمونہ بنائیں کہ تمام لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھکر یقین لائیں اور ضلالت اور گمراہی سے نکلکر صراط مستقیم پر آئیں نہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کو اور مذہبوں میں ایسا بنا دیں کہ پیشوں میں قصائی کا پیشہ وما فعل اولیاء امتنا الا هذا فانهم نوروا بنور الاخلاق المحمدية على صاحبها الصلوة والسلام والتحية وتولوا وتوادوا مع الذين كانوا ينكرون الله ويعبدون الاصنام فاثر اخلاق المحمدية فى كل صغير وكبير من البرية فانتشر نور الاسلام فى الآفاق وهدى بهم الى طريق الوفاق وان كانوا فظا غليظ القلب كحال مسلمى زماننا لانفضوا من حولهم۔

مسلمانوں کو اُن عورتوں سے جو کافرات اہل کتاب ہیں نکاح کرنا درست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہیں اور ہم اپنے مذہب پر قال الله تعالى والمحصنات من الذين

ف اور نہیں کیا ہے اولیا ہماری امت نے مگر یہی اسلیے کہ منور ہوئے وہ بنور اخلاق محمدیہ کے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ اور دوستی اور موالات کی انہوں نے اُن کے ساتھ جو منکر تھے اللہ کے اور عبادت کرتے تھے بتوں کی پس اثر کیا اخلاق محمدیہ نے ہر چھوٹے اور بڑے میں سب خلقت میں اور پھیل گیا نور اسلام کا جہان میں اور ہدایت کی انکو طرف راہ موافقت کے اور اگر ہوتے یہ لوگ بدخو سخت دل مثل ہمارے زمانہ کے مسلمانوں کے تو بیشک بھاگتے وہ لوگ انکے پاس سے۔

ف فرمایا اللہ تعالی نے اور عورتیں پاک

اوتوا الکتاب من قبلکم وای مودۃ اقرب من الزوجیۃ لکنہ لیست تلک المودۃ من حیث الدین

کفار والدین کے ساتھ محبت کرنے کا ہمکو حکم ہے[1] لقولہ تعالی واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ وقال عزاسمہ وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعہما وصاحبہما فی الدنیا معروفا لکنہ لیست تلک من حیث الدین۔

صلہ رحم کا ہمکو حکم ہے اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرتے ہیں تو انکی اولاد کے ذوی الارحام اہل کتاب ہوتے ہیں کہ انکو ان کے ساتھ تودد اور صلہ واجب ہے لکنہ لیس من حیث الدین۔

ہمسایہ کے ساتھ اگرچہ کافر ہو محبت اور احسان کرنے پر ہم مامور ہیں لکنہ لیس من حیث الدین۔

خود خدائے تعالی نے مسلمانوں میں اور اہل کتاب میں بالتخصیص نصاری کے ساتھ تودد ہونا بتایا حیث[2] قال عزوجل لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین آمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودۃ للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاری

پاک کتاب والوں کی اور کونسی دوستی زیادہ قریب ہے زوجیت سے مگر نہیں ہے یہ دوستی باعتبار دین کے۔

[1] اور جھکا دے انکے لئے بازو ذلت کا بسبب رحمت کے اور فرمایا اللہ تعالی نے اور اگر جھگڑا کریں تیرے ماں باپ کہ شریک کرے تو میرے ساتھ اسکو کہ جسکا علم تجھ کو نہیں ہے تو انکی اطاعت نکر اور رہ ان کے ساتھ دنیا میں نیکی سے مگر یہ محبت باعتبار دین کے نہیں ہے۔

[2] کہا اللہ تعالی نے اور پائیگا تو سخت سب سے دشمنی میں مسلمانوں کے یہود کو اور انکو جو مشرک ہیں اور پائیگا تو قریب تر دوستی میں مسلمانوں کے ان کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں۔

ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا وانہم لایستکبرون۔

پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ مطلق تودد ممنوع شرعی نہیں ہے نہ ان آیتوں کے احکام میں داخل ہے بلکہ وہی تودد ممنوع ہے جو من حیث الدین ہووے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ میں جو تحفہ اثنا عشریہ کے لکنے کے بعد مسئلہ تفضیل میں لکہا ہے اسکے مقدمہ چہارم میں ارقام فرماتے ہیں کہ تعظیم شرعی آنست کہ مبنی باشد بر محبت اللہ وفی اللہ وولایت و دوستی از دل وایں معنی در غیر اہل فضل ہرگز در شرع وارد نشدہ انتہی۔

پس محبت ومودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو اور جو آیات کہ اوپر مذکور ہوئیں ان سب میں اُسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر بالتفصیل اس مقام پر لکہی ہے۔

پہلی آیت منافقین کے حق میں اور خصوصاً عبداللہ ابن مالک ابن ابی سلول کے معاملہ میں وارد ہوئی ہے جو ظاہر میں ایمان لایا تہا درحقیقت محبت من حیث الدین مدینہ کے یہودیوں کے ساتہ رکہتا تہا جنکے فتوے اور حکم پر تمام مدینہ کے لوگ چلتے تہے چنانچہ تمام اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منافقین کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے من حیث الدین کچہ بہی محبت نہیں رکہتے تہے تفسیر معالم میں لکہا ہے فتری[1] الذین فی قلوبہم مرض ای نفاق یعنی عبداللہ ابن ابی واصحابہ من المنافقین الذین یوالون الیہود ویسارعون

اور یہ اسلیئے کہ ہیں ان میں عالم اور پرہیزگار اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے ہیں۔

[1] پس دیکہیگا تو اُن لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے یعنی نفاق ہے یعنی عبداللہ بن ابی اور اُسکے ہمراہی منافقین کہ دوستی رکہتے تہے یہود سے اور جلدی کرتے تہے۔

فیھم ای فی معنٰیہم و موالاتہم علی ما اسروا فی انفسہم من موالات الیھود ومن الاخبار الیھم اھؤلاء الذین اقسموا باللہ حلفوا باللہ جھد ایمانھم ای حلفوا باغلظ الایمان انھم لمعکم ای انھم لمؤمنون یرید ان المؤمنون یرید ان المؤمنین حینئذ یتعجبون من کذبہم و حلفھم بالباطل۔

پس بیشک جو اس طرح کی محبت غیر دین والوں سے رکھے وہ حرام اور ممنوع شرعی ہے اس آیت کی تفسیر ایک اور دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کان المنافقون یوادون الیھود اعتقادا منھم ان امر محمد لایتم وحینئذ ینتفعون بصداقتھم ویحصل لھم بھم قوۃ وغلبۃ۔

ان کے اندر یعنی انکی مددگاری اور انکی دوستی میں۔ اوپر اسکے کہ چھپایا انہوں نے اپنے دلمیں موالات یہود کی اور خبر دینے کی انکو۔ کیا وہی لوگ ہیں جنہوں قسم کھائی ساتھ اللہ کے بہت سخت مضبوط قسم کر بیشک وہ انکے ساتھ ہیں یعنی بیشک وہ مسلمان ہیں مراد یہ ہے کہ مسلمان تعجب کرتے تھے ان کے جھوٹ بولنے سے اور ان کی بیہودہ قسم کھانے سے۔

لے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دے تو منافقوں کو کہ انکو عذاب ہے سخت یہ لوگ ہیں کہ بناتے ہیں کافروں کو دوست سوائے مومنین کے۔ کیا چاہتے ہیں ان کے پاس عزت۔ بیشک عزت سب طرح کی اللہ کو ہے۔

مے منافقین دوستی رکھتے تھے یہود سے بدیں اعتقاد کہ کام محمد کا پورا نہو گا اور اب فائدہ مند ہونگے یہود کے دوستی کے ساتھ اور ملیگی انکو بسبب یہود کے قوت اور غلبہ۔

اور تفسیر کشاف میں ہے [1] کانوا یمایلون الکفرة ویوالونهم ویقول بعضهم لبعض لا یتم امر محمد فتولوا الیهود۔

اور تفسیر زاہد میں ہے ومن یتولهم منکم فانه منهم ہر کہ دوستی دارد با ایشان وے از ایشان ست این وعیدے است کہ دوستی دارد با اہل کتاب بحکم عقیدت و دیانت۔

پس منافقین کی دوستی کفار کے ساتھہ یا تو من حیث الدین ہے یا اس وجہ سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے پس اسی قسم کی ولا اور دوستی شرعاً ممنوع ہے۔

آیت دوم اس آیت میں بہی جو لفظ اولیاء کا آیا ہے اُس سے بہی محبت فی الدین مراد ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تفسیر کشاف میں اسی آیت کے نیچے لکہا ہے کہ حسن خلق کافروں کے ساتھہ کرنا چاہیے اور خلوص مسلمانوں کے ساتھہ جسکا صاف منشا یہ ہے کہ حسن معاشرت کفار کے ساتھہ منع نہیں الا خلوص یعنی محبت من حیث الدین مسلمانوں کے ساتھہ ہونی چاہیے۔

عن [2] صعصعة بن صوحان انه قال لابن اخ له خالص المؤمن وخالق الکافر

---

[1] اور وہ میلان رکھتے تھے کافروں کے ساتھہ اور دوستی کرتے تھے اُن کے ساتھہ اور کہتا تہا بعض بعض کو کہ نہیں پورا ہوگا کام محمد کا تو دوستی رکہو یہود کے ساتھہ۔

[2] صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھتیجے کو کہا کہ خلوص سے محبت کرو مؤمن کے ساتھہ اور خلق کرو کافر کے ساتھہ

والفاجر فان الفاجر یرضی منك بالخلق الحسن وانه یحق علیك ان تخالص المؤمنین

علاوہ اسکے یہ آیت نصاریٰ کے لئے آئی تہی جو حلیف یعنی دینی بہائی بنے قریظہ کے

تہے جب انہوں نے پوچہا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے

اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو

وہی ممنوع شرعی ہووے۔

قال[1] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر والسبب فیہ ان الانصار بالمدینۃ کان

لھم فی بنی قریظۃ رضاع وحلف ومودۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من نتولی فقال المھاجرون فنزلت ھذہ الآیۃ۔

اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول میں یہ لکہی ہے کہ یہ آیت منافقوں سے

موالات کرنے کے امتناع میں آئی ہے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بہی سچا مسلمان سمجہتے

تہے مسلمانوں کی سی محبت ان کے ساتہ رکہتے تہے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین

سچے مسلمان نہیں ہیں اُن کے ساتہ سچے مسلمانوں کی سی محبت نکرو۔

اور فاجر کے ساتہ سو یہ فاجر خوش ہوگا ساتہ خلق نیک کے اور حق تیرے ذمہ یہ ہے کہ خالص دوستی کرو مسلمانوں سے۔

[1] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو قریظہ کے ساتہ شیرگی اور دینی بہائی ہونا تہا اور دوستی ان کے ساتہ تہی تو انہوں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کسکو دوست کریں آپ نے فرمایا مہاجرین کو تو نازل ہوئی یہ آیت۔

قال[1] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر قال القفال وھو ان ھذا النھی للمؤمنین من موالاۃ المنافقین یقول قد بینت لکم اخلاق ھؤلاء المنافقین ومذاھبھم فلا تتخذوھم اولیاء۔

اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے لا[2] تتخذوا الکافرین اولیاء لا تتشبھوا بالمنافقین فی اتخاذھم الیھود وغیرھم من اعداء الاسلام اولیاء۔ منافقین ظاہر میں مسلمانوں سے ملے ہوئے تھے اور باطن میں دل محبت من حیث الدین کافروں سے رکھتے تھے پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں ممانعت فرمائی۔

وقد[3] کان تلک الاحکام فی ابتداء الاسلام ولا یمیز المسلم من المنافق ولا یمیز الخبیث من الطیب ویشبہ المنافق بالمسلم الصادق ویتشابہ اھل الحق واھل الکذب فان المسلمین الذین کانوا حدیثی عہد بالاسلام یفعلون کما کان یفعل المنافقون من الاحکام واما الان فظہر ما ظہر من الدین ولم یبق احد من المنافقین فالمسلمون مسلمون حق

---

[1] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ کہا قفال نے اور بات یہ ہے کہ یہ منع کرنا ہے مسلمانوں کو دوستی منافقین سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ جب ظاہر کیا میں نے تمہارے لئے اخلاق منافقین کو اور ان کو مذہب تو اب نہ بناؤ انکو اپنا دوست۔

[2] نہ بناؤ تم کافروں کو دوست نہ مشابہت کرو منافقین کی دوستی کرنے میں یہود وغیرہ دشمنان اسلام کی

[3] یہ احکام ابتداء اسلام میں تھے اور تمیز نہ تھی جب مسلمان اور منافق میں اور برے نیک میں اور ہم شکل تھا منافق مسلمان صادق کے اور مشابہ تھے اہل حق اور اہل کذب کیونکہ مسلمان ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح منافقین کرتے تھے مگر اب ظاہر ہوا جو کچھ کہ ظاہر ہوا دین اسلام اور نہ رہا کوئی منافق تو مسلمان اب سچے ہیں۔

وامتاز الکافرون والمسلمون بخلق وخلق ولم یبق التشابہ والتشاکل لا فی التعامل ولا فی التناول فانتفی العلۃ فاین المعلول وظہر الحق المعلول فلا باس بان یعاشر المسلمون بالکفار بحسن المعاشرۃ بل الآن آن ان یظہر الاخلاق المحمدیۃ بکل من خالفنا فی الدین والسجیۃ لیحق حق الدین القویم ویصدق خلق نبینا وانک لعلی خلق عظیم

آیت سوم بہی منافقین کے حق میں وارد ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکہا ہے واعلم انہ تعالیٰ انزل آیات اخر کثیرۃ فی ہذا المعنی فمنہا قولہ تعالیٰ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم وقولہ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ وقولہ لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء وقولہ یاایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء وقال المومنون والمومنات

اور ممیز ہو گئے کافر اور مسلمان اپنی اپنی شکل اور عادات میں اور نہ باقی رہا ہمشکل اور مشابہ ہونا بیچ برتاو کے اور نہ لین دین میں پس جاتا رہا اب وہ سبب تو اب کہاں ہے وہ حکم اور غالب ہو گیا حق آفت رسیدہ تو اب کچہ مضائقہ نہیں کہ معاشرت کریں مسلمان کفار کے ساتہ بحسن معاشرت بلکہ اب وہ وقت ہے کہ ظاہر کیا جاوے اخلاق محمدی ہر ایک کے ساتہ جو مخالف ہے ہمارے دین اور عادت میں تا متحقق ہووے حقیقت دین راست کی اور صادق آوے خلق ہمارے نبی کا کہ تو بیشک اوپر خلق بزرگ کے ہے

لہ اور جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے اُتاری ہیں آیتیں اور بہت اس معنی میں ایک یہ آیت ہے کہ نہ بناؤ تم دوست دلی سوائے اپنے اور ایک یہ کہ نہ پاوےگا تو اُس قوم کو کہ ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اُس شخص کے ساتہ کہ مخالفت کرے اللہ اور رسول سے اور ایک یہ کہ نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست اور ایک یہ ہے کہ نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست اور ایک آیت یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں

بعضهم اولياء بعض واعلم ان كون المؤمن موالياً للكافر يحتمل ثلثة اوجه احدها ان يكون راضيا بكفره ويتولاه لاجله لان كل من فعل ذلك كان مصوبا له في ذلك الدين وتصويب الكفر كفر والرضى بالكفر كفر فيستحيل ان يبقى مؤمنا مع كونه بهذه الصفة وثانيها المعاشرة الجميلة في الدنيا بحسب الظاهر وذلك غير ممنوع منه والقسم الثالث وهو المتوسط بين القسمين الاولين هو ان موالات الكفار بمعنى الركون اليهم والمعونة والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاده ان دينه باطل و هذا لا يوجب الكفر الا انه منهي عنه لان الموالاة بهذا المعنى قد يجر الى استحسان طريقته والرضى بدينه وذلك يخرجه عن الاسلام فلا جرم هدده الله تعالى فيه فقال ومن يفعل ذلك فليس من الله في شئ انتهى۔

ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جان تو کہ ہونا مسلمان کا دوست کافر کے لئے تین وجہ سے ہے ایک یہ کہ ہوگا راضی اُسکے کفر سے اور اس سبب سے اُس سے دوستی کریگا تو بیشک اُس کو سب کام کو درست اور پسندیدہ رکھیگا اور درست اور پسند کرنا کفر کا کفر ہے اور خوش ہونا کفر کے ساتھہ کفر ہے تو محال ہے کہ باقی رہے مسلمان مع اس صفت کے۔ دوم یہ کہ معاشرۂ نیک دنیا میں باعتبار ظاہر کے اور یہ منع نہیں ہے۔ سوم یہ کہ یہ قسم متوسط ہے ان دونوں قسموں میں وہ یہ ہے کہ دوستی کرنا کافروں کے ساتھہ بمعنی میلان اور اعتماد کے اُنکی طرف ساتھہ مددگاری اور پشت پناہ اور یاری کے یا بسبب قرابت کے یا بسبب محبت کے مع اعتقاد اسکے کہ دین اُسکا باطل ہے تو یہ موجب کفر نہیں ہے مگر بیشک منع ہے کیونکہ دوستی بہ معنی بیشک پہونچاتی ہے طرف پسند کرنے طریقہ اسکے کے اور خوشنودی کے اسکے دین کے اور یہ نکلنا ہے اسلام سے تب لاچار دھمکایا اللہ تعالی نے اس مقدمہ میں اور فرمایا کہ جو کوئی کریگا یہ کام تو نہیں ہے اللہ سے کسی چیز میں تمام ہوا کلام اُسکا۔

اگرچہ اس تفصیل کے بعد جو امام فخرالدین رازی نے لکھی ہمکو باقی آیات سے بحث کرنے کی کچھ ضرورت نہیں رہی تہی مگر احسانا علی المتعصبین ہم ان آیات کی تفسیر لکھتے ہیں۔

چوتھی آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہوئی یہ بڑے صحابی ہیں اور جنگ بدر میں بہی موجود تہے اور اعرابی ہیں مگر ایام جاہلیت میں قریش کے ساتہ حلیف یعنی دینی بہائی تہے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہہ بہیجا تہا کہ ان کا مال واسباب و بال بچہ سب مکہ میں تہے وہ خط پکڑا گیا ان سے حضرت نے جب پوچہا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ[1] لا تعجل علی انی کنت امرء ملصقا فی قریش کنت حلیفا ولم اکن من انفسہم وکان معک من المہاجرین من لہم قرابات یحمون اہلیہم واموالہم فاحببت اذا فاتنی ذلک من النسب فیہم ان اتخذ عندہم یدا یحمون قرابتی فلم افعلہ ارتدادا عن دین ولا رضا بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انہ قد صدقکم فقال عمر یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق ہذا المنافق فقال انہ قد شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ طلع علی من شہد بدرا

---

[1] یا رسول اللہ جلدی کیجئے مجہپر میں ہوں ایک مرد خوش باش قریش میں اور تہا انکا دینی بہائی اور نہ تہا میں انکی قوم میں سے اور جتنے لوگ آپ کے ساتہ مہاجرین ہیں ان سب کو قرابت ہے کہ حمایت کرتے ہیں وہ اہل اور ان کے مال کی تو پسند کیا مینے کہ جب فوت ہے مجہ میں نسب ان سے تو کروں میں ان کے ساتہ ایک احسان کہ حمایت کرینگے میرے کنبہ کے سو نہیں کیا مینے دین سے مرتد ہونے کیلئے اور کفر کے ساتہ خوشی کے لئے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اُس نے سچ بولدیا تمسے پہر کہا حضرت عمر نے مجہکو اجازت ہو کہ ماروں میں گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ بیشک بدر میں موجود تہا اور کیا معلوم ہے تجہکو شاید مطلع ہو اللہ تعالے انپر جو بدر میں تہے

فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ السورۃ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ انتہی ما فی العالم اور سب تفاسیر میں بھی یہی ہے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین بھی منع ہوئی مگر جو کہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یتولھم منکم فانہ منھم میں داخل نہیں ہوئی اور نہ اس قسم کا فعل من شھد بدرا سے وقوع میں آسکتا تھا۔

اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے لما نزلت ھذہ الآیۃ المذکورۃ فی حق حاطب ابن بلتعۃ منشد د المومنون فی عداوۃ اقربائھم وعشائرھم فنزل آیۃ لا ینھیکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھیکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون

سو کہا اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کرو میں نے بخش دیا تمکو پس نازل ہوئی یہ سورت اے مسلمانوں نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست کہ ملو تم انکی طرف ساتھ دوستی کے تمام ہوا جو معالم میں ہے۔

لہ جب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ بیچ حق حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے سختی کی مسلمانوں نے بیچ عداوت اپنے رشتہ داروں اور کنبوں کے تو یہ آیت نازل ہوئی نہیں منع کرتا ہے اللہ تمکو اُن لوگوں سے کہ نہ قتال کیا اُنہوں نے تم سے دین میں اور نہیں نکالا تمکو تمہارے وطن سے یہ کہ احسان کرو تم اور انصاف کرو تم اُن کے ساتھ کہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالونکو مگر منع کرتا ہے تمکو صرف ان لوگوں سے کہ قتال کیا تم سے انہوں نے دین میں اور نکالا تمکو تمہارے وطن سے اور مدد دی تمہارے نکالنے پر یہ کہ دوستی کرو تم اُن سے اور جو دوستی کریگا اُن سے بیشک وہ گنہگار ہوگا۔

پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی مریح وہی ہے جو من حیث الدین ہو اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر ضرور بعد آیت قتال وسیف کے ہوئی تھی تو نازل ہونا اس آیت کا بھی بعد آیت سیف ثابت و متحقق ہوتا ہے۔

آیت پنجم یہ ساری آیت اس طرح پر ہے واذا[۱] رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتے یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکرے مع القوم الظلمین۔

اس آیت کو اس معاملت سے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کفار قریش ہمارے دین کی اور خبروں کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اسکی تکذیب کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں اسپر استہزا کیا کرتے تھے اس آیت میں صرف اتنا حکم آیا کہ جب مشرکین اپنی مجلسوں میں دین کے ساتھ استہزا کریں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طعن کریں تو ایسی مجلسوں میں شریک ہونے سے احتراز کرو۔

قال[۲] الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہ الکبیر ان اولئک المکذبین ان ضموا الی کفرھم وتکذیبھم الاستہزاء بالدین والطعن فی الرسول فانہ یجب الاحتراز عن مقارنتہم وترک مجالستہم۔

---

[۱] اور جب دیکھے تو ان لوگونکو کہ خوض کرتے ہیں ہماری آیات میں تو اعراض کر اونسے یہانتک کہ خوض کرنے لگیں اسکے سوا اور بات میں اور اگر بہلادے تجھکو شیطان اور نہ بیٹھہ بعد یاد آنے کے ساتھہ قوم ظالمونکے

[۲] کہا فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ بیشک یہ جھٹلانے والے اگر لا دیویں اپنے کفر اور تکذیب کے ساتھہ ہنسنا دین کے اوپر اور طعنہ زنی رسول پر تو بیشک واجب ہے بچنا انکی صحبت سے اور چھوڑنا انکی ہمنشینی کا۔

اور اُس میں ہے نقل[1] الواحدی ان المشرکین کانوا جالسوا المومنین وقعوا فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن فشتموا واستہزءوا فامرھم ان لا یقعدوا معھم حتے یخوضوا فی حدیث غیرہ۔

وفی[2] الکشاف یخوضون فی آیاتنا فی الاستہزاء بہا والطعن فیہا فکانت قریش فی الدین ھم یفعلون ذلک فاعرض عنھم ولا تجالسھم وقم عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ فلا باس ان تجالسھم حینئذ۔

پس یہ آیت ایسی مجلسوں کی نسبت ہے جن میں دین کے اوپر استہزا ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ منہا کچھ برا بھلا کہا جاوے یہانتک کہ صاحب کشاف نے صاف لکھدیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتیں ہوں تو اسوقت اُس مجلس میں بیٹھنا کچھ مضائقہ نہیں ہے پس انگریزوں کے ساتھ جو مجلسیں کھانیکی ہوتی ہیں اُن میں صرف دل لگی اور دنیا کی باتیں ہوتی ہیں کبھی ذکر کسی مذہب کا نہیں ہوتا اور نہ کوئی کسی پر ہنستا ہے اور نہ کوئی کسیکو برا کہتا ہے پس اس آیت کو ایسے محل پر دلیل پکڑنا بجز ایک بیہودہ بات کے اور کیا ہے۔

---

[1] نقل کیا واحدی نے کہ مشرکین جو ہمنشینی کرتے تھے مسلمانوں کی پڑتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بحث میں پس برا کہتے تھے اور استہزا کرتے تھے تو حکم کیا انکو اللہ تعالیٰ نے کہ نہ بیٹھیں ساتھ مشرکین کے یہانتک کہ خوض کریں اور کسی بات میں سوا اسکے۔

[2] اور کشاف میں ہے خوض کرتے تھے وہ ہماری آیات میں بیچ استہزا اور طعنہ زنی کے پس تھے قریش کہ اپنی مجلسوں میں یہ کرتے تھے تو اعراض کر اُن سے اور نہ بیٹھ اُن میں اور کھڑا ہو جا اُن میں سے یہاں تک کہ خوض کریں کسی اور باب میں سوا اسکے پھر کچھ مضائقہ نہیں کہ بیٹھے تو اُن میں اُس وقت۔

آیت ششم بھی حاطب ابن بلتعہ صحابی بدری کے معاملہ میں ہے جس کا ذکر ہم ابھی کرچکے ہیں مگر جو کچھ کہ ہمنے بیان کیا اُسکا استدلال نہایت اقوی وجوہ سے اس آیت سے ہوتا ہے یعنے خدا تعالی نے اس آیت میں باپ اور بیٹے اور بھائی اور کُنبہ کے تودد سے بھی منع فرمایا ہے حالانکہ اور آیات قرآنی سے صلہ رحم ہمپر واجب ہے۔

قال[1] الله تعالی یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا الله الذی تساءلون به والارحام ان الله کان علیکم رقیبا

اور ماباپ کی تعظیم اور اُن کے ساتھہ محبت اور اُنکی خدمت ہمپر واجب کی ہے اگرچہ وہ کافر ہوں۔

کما قال[2] الله تعالی واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقال وان جاھداك علی ان تشرك بی ما لیس لك به علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔

پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تودد جو آیت ششم میں منع فرمایا ہے وہ وہی تودد ہے جو من حیث الدین ہو۔

---

[1] کہا الله تعالی نے اے لوگو ڈرو تم اپنے رب سے کہ جس نے پیدا کیا تمکو نفس واحد سے اور پیدا کیا اُس میں سے جوڑا اُسکا اور پھیلایا اُن سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو الله سے کہ مانگتے ہو تم اُسکے ساتھہ اور ارحام سے بیشک الله ہے تمپر نگہبان۔

[2] جیسا فرمایا الله تعالی نے اور جھکا دے اُنکے لئے بازو ذلت کا رحمت کے سبب اور کہا الله تعالی نے اور اگر جھگڑا کریں یہ دونوں اسپر کہ شریک کرے تو میرے ساتھہ وہ کہ اُسکا تجھکو علم ہے پس نہ اطاعت کر اُنکی اور رہ اُنکے ساتھہ دنیا میں نیکی سے۔

اب ہم یہ بات فرض کرتے ہیں کہ مواکلت کسی قسم کی تردد کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تردد بای وجہ کان بموجب آیات سابقہ کے ممنوع ہے تو ہم اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت وطعامؔ الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا ہمکو اور ہمارا کھانا اُنکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحاً اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے تو یہ آیت اُن تمام آیات کے لئے مخصص ہوگی اور مواکلت جائز رہیگی۔

اب باقی رہیں چند روایات جن سے تعرض مناسب ہے تفسیر نیشاپوری میں ابو موسیٰ سے روایت ہے قالؔ قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا الا سمعت ھذہ الآیۃ یعنے لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرمھم اذا اھانھم اللہ ولا اعزھم اذا اذلھم اللہ ولا ادنیھم اذا ابعدھم اللہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں میں ٹھکانا نہیں اس قسم کی حدیثیں لایعبا بہ میں داخل ہیں۔

ل اور کھانا اُنکا جو دیے گئے ہیں کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے اُنکے لئے

ل کہا اُنہوں نے کہ کہا میں نے عمر ابن الخطاب سے کہ میرے لئے ایک منشی ہے نصرانی تو انہوں نے کہا کیا ہوا تجھکو ہلاک کرے تجھکو اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بنایا تو نے منشی دیندار کو کیا نہیں سنا تو نے آیت کہ نہ لو تم یہود اور نصاریٰ کو دوست کہا میں نے اُس کے لئے ہے اُسکا دین اور میرے لئے اُسکی کتابت تو آپ نے کہا کہ نہ اکرام کرونگا جب ذلیل کیا اُنکو اللہ نے اور نہ عزت دونگا اُنکو جب رسوا کیا اللہ نے اُنکو اور نہ پاس بٹھلاؤں اُنکو جب دور کیا اللہ نے اُنکو۔

اور جو حدیث فتاوی مطالب المومنین میں ہے وروی[1] انه علیه السلام قال من الجفاء

ان تاکل مع غیر اهل دینك اس حدیث کی بھی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس

ایسی حدیثوں پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بمقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات مجھولہ کو اپنی خواہش

نفس کے مطابق جہلا میں اپنی شیخی اور فخر جتلانے کو نکالتے ہیں اور جن کی تائید کے لئے

کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہیں ہے بلکہ اسکے مخالف موجود ہے۔

اب ایک حدیث باقی رہی جسکو جہلا عدم جواز مواکلت کے استدلال میں پیش کرتے ہیں

فی الترمذی[2] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی فنهتهم

علماءهم فلم ینتهوا فجالسوهم فی مجالسهم واکلوهم وشاربوهم فضرب الله قلوب بعض علی

بعض ولعنهم علی لسان داود وعیسی ابن مریم بما عصوا وکانوا یعتدون۔

اس حدیث پر وہ لوگ اس طریق پر استدلال کرتے ہیں کہ ہرگاہ اہل معاصی کے ساتھ

کہانا اور بیٹھنا منع ہے تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولیٰ منع ہے۔

مگر یہ طریقہ استدلال کا ایسا عمدہ ہے کہ آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے بھی

یہ طریقہ استدلال کسیکو نہیں سوجہا وہل هو[3] الا اجتهاد علماء زماننا سلمهم الله تعالیٰ۔

---

[1] اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہانا تیرا ساتھ غیر اہل دین والے اپنے کے

[2] ترمذی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب واقع ہوے بنی اسرائیل بیچ گناہوں

کے پس منع کیا انکو علماء نے اُن کے پس نہ باز آئے وہ پس ہمنشینی کی اُنکے علما نے اور کہایا اور پیا

اُنکے ساتھ پس مارا اللہ نے انکے دلونپر ایک دوسرے کے اور لعنت کیا انکو اوپر زبان داؤد اور عیسیٰ

ابن مریم کے بسبب اُنکے گناہوں کے اور جو وہ زیادتی کرتے تھے۔

[3] اور نہیں ہے یہ مگر اجتہاد ہمارے علماء زمانہ کا سلمہم اللہ تعالیٰ۔

اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور اُنکے ساتھہ مواکلت سے کیا علاقہ ہے جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا ہے خود وہ آیت ہی آیات احکام سے نہیں ہے علاوہ اسکے یہودیونکو فساق یہود کی اور مسلمانوں کو فساق مسلمین کی مجالست اور مواکلت شے آخر ہے اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے جو اپنے فتوے میں یہ بات لکھی ہے کہ انگریزوں کے ساتھہ کہانا کہانے میں تلطخ بالنجاسات ہو یا زمزمۃ المجوس ہو تو مواکلت حرام ہے اس بیان میں بہی ایک تہوڑا سا تسامح ہے یعنی اگر تلطخ بالنجاست ہے تو بلاشک ماکول حرام ہے اور اگر زمزمۃ المجوس ہے تو ماکول حرام نہیں الا اُس مجلس میں شرکت حرام ہوگی جیسا کہ دعوت ولیمہ کہ اُسکے اندر منکرات ہوں تو ماکول میں کچہہ حرمت نہیں آتی الا اُس مجلس میں شرکت ممنوع ہے۔

فی الوقایۃ[1] و مقتدی دعی الی ولیمۃ فوجد ثم لعبا و غناء لا یقعد علی منعہ یخرج البتۃ وغیرہ ان تعد و اکل جاز و لا یحضر ان علمہ من قبل وقال ابو حنیفۃ رح ابتلیت بہذا مرۃ فتصبرت و ذا قبل ان یقتدی بہ و دل قولہ علی حرمۃ کل الملاہی لان الابتلاء بالمحرم یکون۔

---

[1] وقایہ میں ہے اور ایک مقتدی بلایا گیا ولیمہ میں اور پایا وہاں کہیل اور راگ کو نہیں قدرت رکہتا ہے اُسکے منع کی تو نکل جاوے وہاں سے البتہ اور غیر مقتدی اگر بیٹہہ جاوے اور کہا لیوے تو جائز ہے اور چاہیے کہ نہ حاضر ہووے اگر جان لیا یہ پہلے اور کہا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا میں ساتہہ اسکے ایک بار پس بدشوار صبر کیا میں نے اور یہ پہلے اُن کے مقتدی ہونیسے تہا اور امام صاحب کا کہنا دلیل ہے اسپر کہ حرام ہے سب کہیل کیونکہ مبتلا ہونا حرام میں ہوتا ہے۔

۱۰. یہ بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خمر اوراوانی فضہ ہوں اور اگرچہ وہ برتن جس میں مسلمان کہانا ہے نجاست سے صاف ہوں تو بہی حرام ہے اسکی وجہ سماری سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ اگر وہ اکول کسی قسم کی آمیزش سے نجس نہیں ہوا تو وہ کیوں حرام ہے باقی رہی یہ بات کہ شرکت ایسے مائدہ پر جسپر خمر اور خنزیر ہو حرام ہے تو بفرض اس بات کے فعل شرکت حرام ہوگا نہ اکول اور نہ فعل مواکلت۔

علاوہ اسکے اور بات بھی سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ اہل کتاب جن کے مذہب میں خمر اور خنزیر حلال ہے اور وہی اسکے مرتکب ہوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور اکول اس سے آلودہ ہوں تو اس مجلس کی شرکت بھی کیوں حرام ہولی۔

خلاف[1] فالمائدۃ اللتی یدور علیہا الخمر و یشربہا المسلمون فلا شک ان الشرکۃ فی فی ہذا المجلس حرام لانہا قد وقع فیہ محرمیات شرعیۃ۔

الشبہۃ التاسعۃ بعضے لوگ ان باتونکو قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر مباح شرعی ہے لیکن اگر اسکی اباحت کا فتویٰ دیدیا جاوے تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہے کیونکہ عوام الناس انگریزوں کا کھانا بلا تمیز اس بات کے کہ محرمات شرعیہ سے خالی ہے یا نہیں کہانے لگیں گے پس بنظر عموم بلوا عدم جواز کا فتویٰ دینا مصلحت ہے۔

لیکن اگر یہ بات صحیح قرار پاوے تو تمام احکام شرعی حلال و حرام کے ہر ایک کی مصلحت پر موقوف ہو جائنگے عموم بلوا کا خیال بہی ایک عجیب قیاس ہے آجتک مسئلہ فقہ یوں سنا کرتے تھے کہ الضرورۃ تبیح المحظورات مگر اب اُسکی جگہ کہا جاتا ہے تحرم المباحات سبحانہ و تعالےٰ

---

[1] برخلاف اس دسترخوان کے کہ شراب کا دور چلے اور پیویں اُسکو مسلمان تو بیشک شرکت اس مجلس میں حرام ہے کہ اُس میں واقع ہوئی محرمات شرعیہ۔

شارع مشروع کو غیر مشروع بنانا ایسا ہے جیسا کہ غیر مشروع کو مشروع اور درحقیقت ایسا کرنا خیانت فی الدین ہے عن[1] ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ ومن اشار علی اخیہ بغیر علم ان الرشد فی غیرہ فقد خانہ رواہ ابوداؤد۔

فی القاموس الرشد الاستقامۃ علی طریق الحق مع تصلب فیہ ہمارے بھائی بیکہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کما یعرفون ابناءھم کہ شرع میں طعام اہل کتاب خواہ مواکلت منہم بشرط الطہارۃ جائز و مباح ہے تو عام لوگوں کو بھی صحیح اور سیدھا مسئلہ کیوں نہیں بتاتے کہ انگریزوں کے یہاں کھانا اور انکو کھلانا اور ایک ساتھ بیٹھکر کھانا درست ہے لیکن حرام چیزوں سے بچنا چاہیے تاکہ عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں ہاں مگر اس کہنے میں مولویت کی شیخی اور جہلا کی آنکھہ میں اتقی الناس بنے کے تفاخر میں اور پیری مریدی نذر و نیاز لینے کی دوکانداری میں بٹا لگتا ہے۔

---

[1] ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتوی دیوے بغیر علم کے تو ہوگا گناہ اسکا اسپر کہ جس نے فتوی دیا اور جس نے مشورہ دیا اپنے بھائی پر کہ بھلائی اسکے غیر میں ہے بغیر علم کے تو بیشک چوری کی اوسکی روایت کیا اسکو ابوداود نے قاموس میں ہے کہ رشد قائم رہنا ہے اوپر طریق حق کے ساتھ مضبوطی کے اسپر۔

خاتمہ

الآن نختم هذه الرسالة على بيان امر يليق بيانه في هذا المقام فاعلم ان بعض علمائنا رحمة الله عليه قد منع من تعظيم الكافر من سبقة السلام وغيرها كما هو عادة اهل ديارنا واستدلوا على منعه بما هو مذكور في التهذيب ان كل فعل فيه توقير الذمي فهو حرام كالقيام والسلام والمصافحة والمعانقة لان الجزية عليهم للاهانة وبالسلام توقيرهم وفيه نظر بوجوه۔

الاول انه لا يوافقها الادلة الشرعية لان الله تعالى قال ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين ولا تستوي الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يلقها الا الذين

اب ختم کرتے ہیں ہم یہ رسالہ اوپر بیان اس امر کے کہ لایق ہے بیان اُسکا اس جگہ۔ پس جاننا چاہئے کہ ہمارے بعض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے کافر کی تعظیم کرنے سے سبقت سلام سے اور باتوں سے جیسا کہ وہ عادت ہے ہمارے دیار کی اور دلیل پکڑی ہے اسکے منع پر ساتھہ اسکے کہ وہ مذکور ہے تہذیب میں کہ بیشک جو فعل کہ اسمیں توقیر ہو ذمی کی وہ حرام ہے جیسا کھڑا ہونا اور سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا کیونکہ جزیہ اُنپر اہانت کے لئے ہے اور سلام میں اُنکی توقیر ہے اور اس میں چند وجہ سے شبہہ ہے۔

اول یہ کہ نہیں موافق ہیں اسکے دلائل شرعیہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کون ہے کہ بہتر ہو بات کرنے میں اس شخص سے کہ بلاسے طرف اللہ کے اور عمل کرے نیک اور کہے کہ بیشک میں مسلمان ہوں اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی۔ دفع کرو ایسی بات کے ساتھہ کہ بہت نیک ہو پس اسوقت وہ شخص کہ تجہہ میں اور اُس میں عداوت ہے گویا وہ دوست ہے گرم اور نہیں پہونچتے ہیں اسبات کو

صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم وقال اللہ تعالیٰ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض

هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما ۔

الثانی ان الروایة المذکورة فی التهذیب لیس یلائم حالنا ومن سکن دیارنا

لان المشرکین او النصاریٰ فی دیارنا لیسوا باهل ذمتنا بل نحن معاشر المسلمین فی

رعیتهم وفی جوارهم ونسکن فی امانهم ونعمر فی دیارهم وهم احسنوا الینا بوجوه کثیرة

لانهم یحکمون علینا بالعدل علیٰ مایمکنهم ولا یراعون قوماً دون قوم فی حکومتهم

ومن قواعدهم التسویة بین حقوق العباد یهودیا کان او نصرانیا مشرکا کان او مسلما

ثم لا یمنعون اداء الفرائض کالصلوٰة والصیام والزکوٰة والحج ولا یزاحمون باقامة

الجمع والاعیاد الا البغی والفساد ای شئ اقبح من هذین وهم یحکمون علینا فی القضایا التی تتعلق بالمذهب خاصة

گروہ جو کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں پہونچتے ہیں اسبات کو مگر وہ جو کہ بڑے نصیب والے ہیں اور کہا اللہ تعالیٰ

نے اور بندہ رحمن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر نرمی سے اور جب کلام کریں اُن سے جاہل تو کہتے ہیں سلام

لہ دوسرے یہ کہ روایت جو تہذیب میں ذکر ہوئی نہیں مناسب ہے ہمارے حال کے اور اُن کو جو ہمارے

ملک میں رہتے ہیں اسلئے کہ مشرکین یا نصاریٰ نہیں ہیں ہمارے اہل ذمہ بلکہ ہم گروہ مسلمانان اُن کی

رعیت میں ہیں اور انکی ہمسائگی میں ہیں اور بستے ہیں ہم اُن کی امان میں اور آباد ہیں ہم اُن کے ملک

میں اور انہوں نے احسان کیا ہے ہمپر بہت طرح سے کہ حکم کرتے ہیں ہم پر ساتھ انصاف کے جہاں تک

کہ ممکن ہووے اور نہیں رعایت کرتے ہیں ایک قوم کی اپنی حکمرانی میں اور اُن کے قواعد سے ہے برابری

درمیان حقوق عباد کے یہودی ہو یا نصرانی مشرک ہو یا مسلمان پھر نہیں منع کرتے ہیں ادائے فرائض

نماز روزہ و زکوٰۃ و حج کو اور نہیں روکتے ہیں قائم کرنے جمعہ اور عیدوں کو مگر بغاوت اور فساد کو اور ان سے

بری کونسی اور چیز ہے اور حکم کرتے ہیں ہمپر ہمارے اُن جھگڑوں میں جو متعلق ہیں خاص مذہب کے ساتھ

كالنكاح والطلاق والميراث وغيرها على ما هو ماثور في شريعتنا فكيف لا نؤثرهم على انفسنا ونختارهم فانهم يحفظون انفسنا ويرعون اموالنا ويكلؤن دمائنا على ما بينا مما احسنوا وقد افترض علينا اطاعة امر السلطان وامتثال حكمه مما يتعلق من امور الدنيا قال في التاتارخانية الاسلام ليس بشرط في السلطان الذي يقلد وفي الدر المختار ان غلبوا على اموالنا ولو عبدا مؤمنا واحرزوها بدارهم ملكوها ويفترض علينا اتباعهم فما روي في التهذيب عن منع السلام والمصافحة والمعانقة فهو متعلق باهل الذمة كما هو مصرح فيه لا بالحكام والسلطان فعلينا ان نتفكر في حالة يكون اهل الاسلام محكومين وغيرهم عليهم حاكما فما كان طريقة معاشرة المسلمين بالحكام

مثل نکاح اور طلاق اور میراث کے اور سوائے اسکے موافق اسکے کہ ہماری شریعت میں منقول ہے پھر کیوں نہ اختیار کریں ہم انکو اپنی جان کی برابر کہ وہ حفاظت کرتے ہیں ہماری جانوں کی اور رعایت کرتے ہیں ہمارے مال کی اور حفاظت کرتے ہیں ہمارے خون کی علاوہ اسکے جو بیان کئے ہمنے انکے احسان اور فرض ہے ہمپر اطاعت حکم سلطان کی اور فرمانبرداری حکم انکے کی ان امور میں جو متعلق ہیں دنیا کے ساتھ کہا تاتارخانیہ میں اسلام شرط نہیں ہے اس بادشاہ میں جس سے نوکری حکومت کی لیجاوے اور در مختار میں ہے اگر غالب آویں کفار ہمپر اور ہمارے مال پر اگرچہ وہ غلام مسلمان ہو اور لیجاویں وہ سب اپنے ملک میں تو وہ اسکے مالک ہو جاوینگے اور فرض ہے ہمپر ان کی اطاعت ۔

پس جو روایت کہ تہذیب میں ہے منع سلام اور مصافحہ اور معانقہ کی تو وہ متعلق ہے اہل ذمہ سے کہ اس میں اسکی تصریح ہے نہ ساتھ حکام اور بادشاہ کے ۔ لازم ہے ہمکو کہ فکر کریں اس حالت میں کہ اہل اسلام محکوم تھے اور غیر اہل اسلام انپر حاکم پس جو طریق تھا اس وقت معاشرت مسلمانوں کا ساتھ حاکموں کے ۔

فعلینا ان نعمل بهذه الطریقة لان الحالة وجدت فی ثلثة ازمان الاول کان بنو اسرائیل عبید الفرعون [illegible] علیهم سلطان ظاهر والثانی کان المسلمون بمکة قبل الهجرة والثالث هذا المسلمون [illegible] فکان هؤلاء [illegible] کان له سلطنة علیهم [illegible] ابن امیر [illegible] قتل ابو بکر [illegible] ابن ابی [illegible] [illegible] والله تعالی اعلم [illegible]

[illegible]

میں واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

تمام [illegible] بالخیر